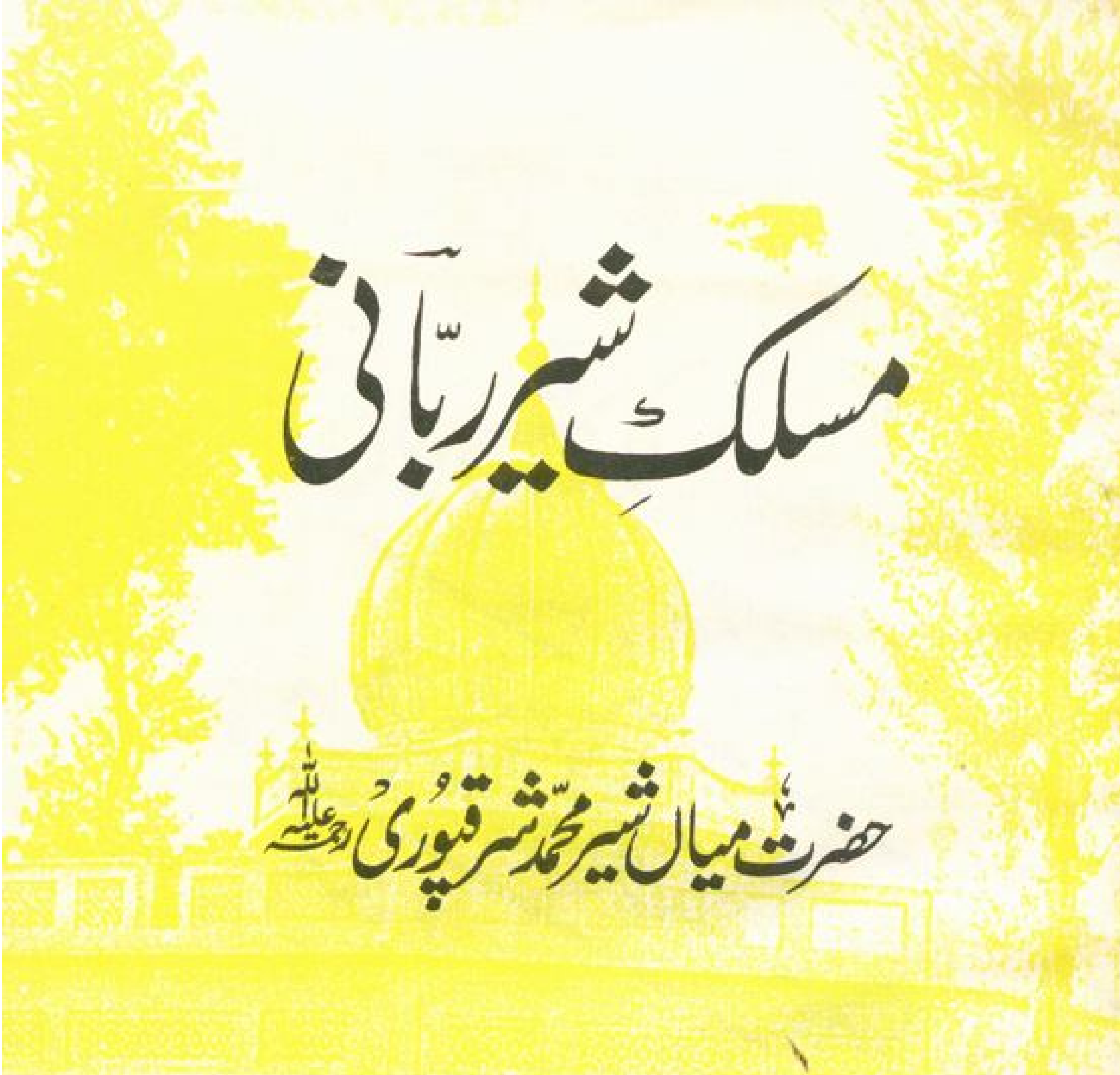


مسلکِ شیرربانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: خلیل احمد رانا

نعمان اکادمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

صلی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا محمدٍ و آلہٖ وسلم

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ابن حضرت میاں عزیز الدین شرقپوری قدس سرہما ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت خواجہ امیر الدین قدس سرہٗ کوٹلہ شریف ضلع شیخوپورہ[1] (پیرومرشد حضرت میاں صاحب) نے شرقپور میں آمدورفت شروع کر دی تھی کیونکہ انہیں بذریعہ کشف معلوم ہو گیا تھا کہ اس جگہ ایک ولی اللہ پیدا ہوگا[2]۔ بچپن ہی میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ تھا۔ ختم قرآن حکیم کے بعد مڈل سکول شرقپور میں پانچ جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں فارسی کی کچھ کتابیں اپنے چچا حضرت حافظ حمید الدین سے پڑھیں۔ حکیم شیر علی سے بھی کچھ پڑھا۔ ظاہری طور پر صرف اسی قدر تعلیم حاصل کی۔ لیکن قدرت ایزدی نے آپکو علم لدنی کی دولت سے مالا مال کر دیا، بڑے بڑے علماء حاضر ہوتے تو خمیدہ سر دوزانو ہو کر بیٹھتے اور آپ کے علوم و معارف سے مستفید ہوتے۔ حضرت بابا امیر الدین کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے[3]۔

۱؎ حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت قطب العالم سید امام علی شاہ قدس سرہٗ (مکان شریف ضلع گورداسپور بھارت) سے تھی۔ آپ کا مزار کوٹلہ شریف ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ آپ کا وصال ۹ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ کو ہوا۔ (انقلاب الحقیقت ص ۸۳)

۲؎ ملک حسن علی جامعی، حیات جاوید۔ مطبوعہ نوشاہی پبلشر شرقپور ۱۹۷۹ء ص ۱۲

۳؎ ایضاً " " " ص ۱۸

حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ کی پُر کشش شخصیت سے فیض یاب ہونے کے لئے دور دراز سے لوگ حاضر ہوتے اور شاد کام واپس جاتے۔ ہر آنے والے عقیدت مند کو شریعت مطہرہ کی پیروی کا حکم دیتے۔ بعض اوقات خلافِ شریعت صورت و سیرت رکھنے والے افراد کو صرف زبانی سمجھانے پر اکتفا نہ کرتے بلکہ تہدید فرماتے بعض کو تو تھپڑ تک رسید کر دیتے، کیا مجال کہ کوئی اُف بھی کر جائے، ایسے افراد نادم ہو کر تائب ہو جاتے اور عمر بھر حضرت میاں صاحب کے ممنون رہتے۔

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ لکھتے ہیں:۔

پھالیہ (ضلع گجرات) کے غلام رسول صاحب نے اپنی پہلی ملاقات کا حال بیان کیا کہ ۱۹۲۲ء میں سرہند شریف جاتے ہوئے حضرت میاں صاحب کی زیارت کے لئے شرقپور شریف حاضر ہوا، کچھ اور افراد بھی موجود تھے، اُن سے گفتگو فرمانے کے بعد میرے متعلق پوچھا یہ بزرگ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا پھالیہ سے، فرمایا مویشیوں میں وقت گذارتے ہو لیکن نماز کا خیال نہیں کرتے، میرا نام پوچھ کر فرمایا کیسا اچھا نام ہے۔ پھر فرمایا چھوٹے بھائی کا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا:۔ نبی بخش اس پر بندہ کو تھپڑ رسید کیا اور فرمایا پھر آؤ تو غلام رسول بن کر آنا، نماز پابندی سے ادا کیا کرو۔ اسلام کی پہلی کتاب (تالیف مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ) اور تاریخ حبیب الٰہ (تالیف حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمۃ[1]) کے مطالعہ کی تاکید کی اور رخصت عطا

---

[1] حضرت مفتی عنایت احمد قریشی حنفی قصبہ دیوہ (ضلع بارہ بنکی[2]) میں ۹ رشوال المکرم ۱۲۲۸ھ / ۵ راکتوبر ۱۸۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد منشی محمد بخش اور جدِ امجد منشی غلام محمد قصبہ دیوہ کے علماء و فضلاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ابھی چھوٹی عمر میں تھے کہ آپکا خاندان ترکِ سکونت کر کے

بقیہ ص ۵

[2] یوپی۔ بھارت

فرمائی۔ (ملخصاً) ۲ے

بقیہ حاشیہ صہ ۴: کاکوری چلے گئے جو لکھنؤ سے چند میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب ایک قصبہ ہے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی کتابیں قصبہ دیوہ اور کاکوری میں پڑھیں۔ تیرہ برس کی عمر میں مزید تعلیم کے لئے رامپور چلے گئے۔ یہاں مولانا سید محمد رامپوری سے صرف و نحو، مولوی حیدر علی ٹونکی اور مولوی نور الاسلام سے دیگر کتب کا سبق لیا۔ درس حدیث کے لئے دہلی گئے اور مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) سے سند فضیلت حاصل کی، پھر علی گڑھ چلے گئے جہاں مولانا بزرگ علی مارہروی (م ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۸ء) سے قلعہ کی جامع مسجد میں معقولات کا درس لیا۔ ان کے وصال کے بعد اسی مسند پر تدریسی خدمات انجام دیں اور ساتھ ہی سرکاری ملازمت بھی اختیار کی۔ پہلے منصف و مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے کچھ ہی عرصہ بعد صدر امین کی حیثیت سے بریلی تبادلہ ہوا، بریلی میں بھی ترویج و اشاعتِ علم دین میں منہمک رہے بریلی ہی میں ترقی پاکر آگرہ کے صدر الصدور مقرر ہوئے۔ آپ آگرہ جانے ہی والے تھے کہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے شعلے بھڑک اٹھے۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوےٰ دیا۔ جنگ ختم ہونے پر تحریک کے مجاہدین کے خلاف انتقامی کاروائیوں کا آغاز ہوا۔ مفتی صاحب کا فتویٰ فراہمی مالیات برائے مجاہدین انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا۔ بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلا اور عمر قید کی سزا سُناکر جزیرہ انڈیمان (کالا پانی) بھیج دیا گیا۔ آزادیٔ وطن کا خواب دیکھنے والے اس نامور مجاہد نے جزیرہ انڈیمان میں عمر کا ایک بڑا حصّہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے گزارا۔ ایام اسیری میں حکیم محمد امیر خان ہیڈ ڈاکٹر انڈیمان کی فرمائش پر سیرت کے موضوع پر تواریخ حبیب اللہ ۱۲۷۵ھ تحریر فرمائی۔ یہ کتاب محض اپنی یادداشت سے لکھی، وطن واپس آکر اصل ماخذ سے ملایا تو اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ انہی ایام اسیری میں ۱۲۷۶ھ میں علم صرف پر عربی میں ایک کتاب علم صیغہ ترتیب دی۔ یہ کتاب تمام عربی مدارس میں شاملِ نصاب ہے۔ ۱۲۷۷ھ میں کتاب تقویم البلدان کے اُردو ترجمہ کے صلہ میں قیدِ فرنگ سے رہائی ملی۔ واپس وطن آکر کانپور میں قیام کیا اور وہیں ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں مدرسہ فیض عام کی بنیاد رکھی۔ کچھ عرصہ بعد ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء میں حج

بقیہ صہ ۶

حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ سے دورِ آخر میں بڑی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ —— آپ کی بہت بڑی کرامت یہ تھی کہ بے شمار افراد آپ کی ہدایت پر صورت و سیرت میں متبع شریعت بن گئے۔ آپ کے مریدین اور معتقدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ آپ نے کئی کتابیں چھپوا کر تقسیم کیں۔ اور متعدد مسجدیں بنوائیں۔

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے برادرِ حقیقی حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری قدس سرہٗ جانشین ہوئے، انہوں نے حضرت میاں صاحب کی روایات کو پوری آب و تاب سے باقی رکھا۔ اب حضرت میاں غلام اللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت الحاج میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ زیب سجادہ ہیں اور مسلکِ اہلِ سنّت و سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بقیہ حاشیہ ص۵: حرمین کے لئے روانہ ہوئے۔ بحری جہاز جب جدّہ کے قریب پہنچا تو ناموافق ہوا کی وجہ سے ایک چٹان سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ آپ بھی بحالتِ نماز احرام باندھے سمندر کی لہروں میں شہادت سے سرفراز ہوئے (یہ حادثہ ۱۷ شوال ۱۲۷۹ھ / ۷ اپریل ۱۸۶۳ء کو پیش آیا۔ آپ کی تصانیف چوبیس کے قریب ہیں۔ ان سب کے نام تاریخی ہیں۔ آپکی ایک کتاب فضائل درود و سلام مرکزی مجلس رضا لاہور نے کچھ عرصہ قبل شائع کی تھی۔ آپ نہایت متقی متورع اور متبحر فاضل تھے۔ مولانا لطف اللہ گڑھی آپ کے نامور شاگردوں میں تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔ استاذ العلماء از حبیب الرحمٰن شروانی۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری۔ حیات نواب وحید الزماں۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء از پروفیسر ایوب قادری۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ ۱۸۵۷ء کے مجاہد از عشرت رحمانی۔ ۱۸۵۷ء کے مجاہد از غلام رسول مہر۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علما از مفتی انتظام اللہ شہابی۔ سیر المصنفین از محمد یحییٰ تنہا۔

۲؎ ماہنامہ نورِ اسلام شیر ربانی نمبر، شرقپور، شمارہ جون، جولائی ۱۹۶۹ء ص ۱۵۱، ۱۵۲

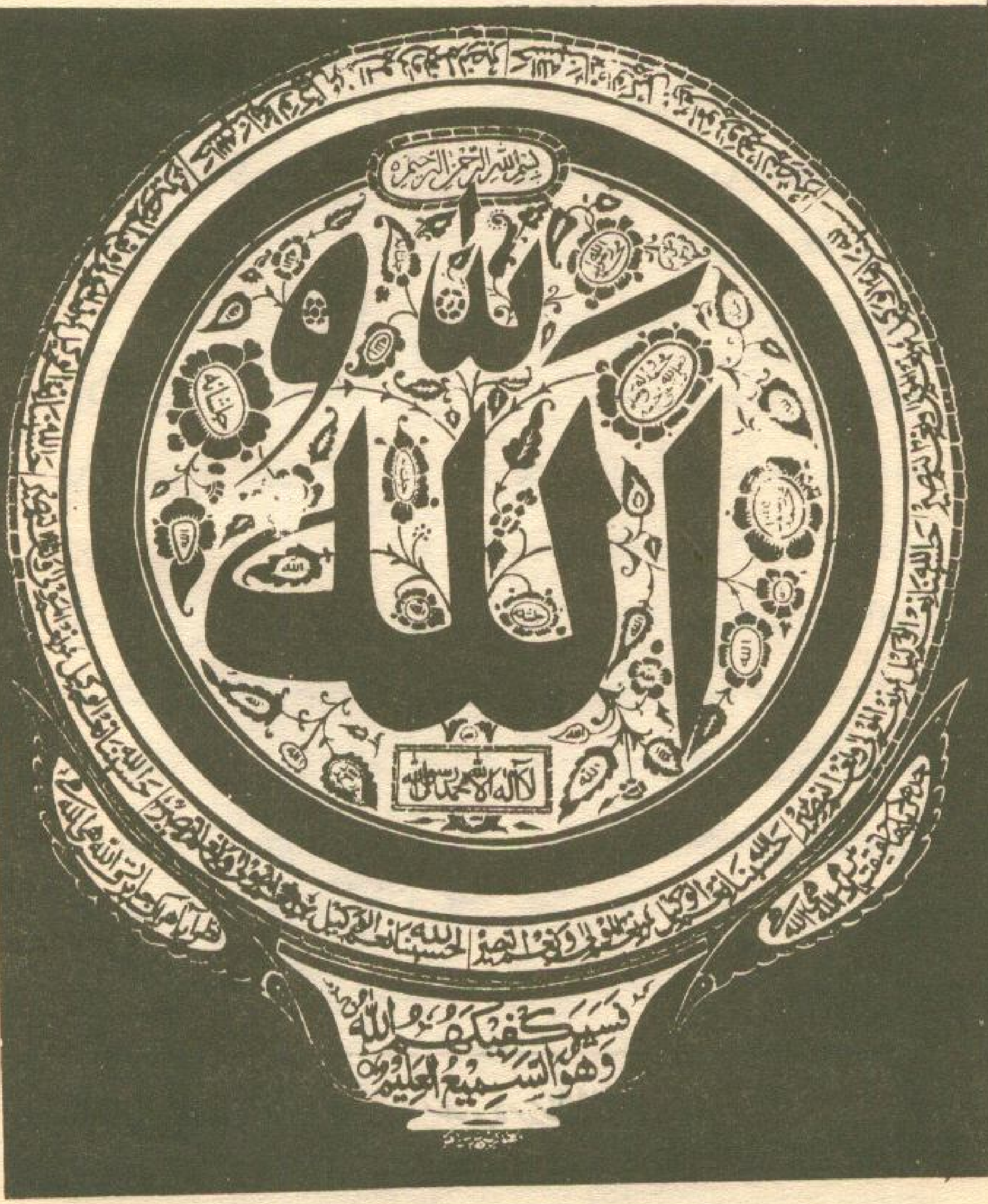
۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ / ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء کو آپ کا وصال ہوُا۔ مزار پُرانوار پر خوبصورت گنبد بنا ہوُا ہے۔ ہر سال بڑے اہتمام سے آپکا عُرس ہوتا ہے۔ [۱]



۱ احمد علی خسر قصوری، آفتابِ ولایت، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء ص ۱۲۰

اسمِ ذات شیر ربّانی حضرت میاں شیر محمدؒ

نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا،



مسلکِ شیرِ ربّانی

شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

ایک شخص اِس نیت سے حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ غیب پہ بحث کرے گا۔ جب وہ شرقپور شریف پہنچا تو اُسے سخت بھوک لگی، اُس نے دو آنے کی جلیبیاں حلوائی کی دکان سے لیں اور ایک لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر کھالیں، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ آپ نے ایک اور شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کہ بعض بیلی آتے ہیں مگر نفس امارہ پہ اتنا بھی ضبط نہیں کہ بھوک برداشت کر سکیں، دو آنے کی جلیبیاں خریدیں اور بازار میں لکڑی کے تخت پہ بیٹھ کر کھالیں نہ بسم اللہ پڑھی اور نہ الحمدللہ کہا، کھا پی کر آگئے حالاں کہ انہیں اس بات کا علم ہے کہ یہاں لنگر تقسیم ہوتا ہے، پاک طیب سادہ کھانا ملتا ہے حلوائی کی مٹھائی جو طیب چیز نہیں، کھائی اور آگئے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر بحث کرنے کے لئے۔ [1]

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی مجلس میں آکر سوال کیا کہ آپ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب ہے، اس کے متعلق آپ کے پاس کوئی دلیل یا جواب ہے؟ آپ نے اس سے فرمایا غیب کے کیا معنیٰ ہیں؟ اس نے کہا پوشیدہ۔ آپ نے فرمایا وہ سب سے بڑا غیب کیا ہے جو ہم سے پوشیدہ ہے لیکن اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس نے فوراً کہا اللہ تعالیٰ۔ آپ نے فرمایا پھر تو سب سے بڑا غیب اللہ تعالیٰ ہوا۔ جب خود اللہ تعالیٰ ہی میرے آقا کملی والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہ چھپا تو دُنیا کی کون سی چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھُپ سکے گی۔ جب اس شخص نے آپکی

[1] چوہدری نور احمد مقبول بی۔ اے، خزینہ کرم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۸۰

زبان سے یہ الفاظ سُنے تو اس کے دل پر اثر کر گئے اور وہ فوراً اپنے بُرے عقیدے سے تائب ہو گیا۔ ۱؎

حضرت قبلہ میاں صاحب نے فرمایا کہ نماز میں دُرود شریف پڑھتے وقت یہ خیال ہو کہ اللہ کریم کی حضوری میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی سرکار میں دُرود شریف پڑھ رہا ہوں۔ ۲؎

مولانا حکیم ظہور ربّی مدظلہ ۳؎ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ساکن پھلروں ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ میں جب حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ

۱؎ احمد علی قائد، قصوری۔ آفتاب ولایت، مطبع اشرف پریس ایبک روڈ لاہور ۱۹۶۰ء ناشر مکتبہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف، ص ۹۰

۲؎ محمد ابراہیم قصوری، خزینۂ معرفت، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۹۰، ۱۵۷

۳؎ مولانا ظہور ربّی قریشی صدیقی ابن مولانا حسن محمد قادری ۱۳۲۳ھ میں ضلع امرتسر کے قصبہ مہتہ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم اپنے چچازاد بھائی حافظ تاج الدین سے حاصل کی۔ دنیوی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں کے پرائمری سکول سے کیا۔ مڈل کی تعلیم بٹالہ ضلع امرتسر سے کی، پرائمری اور مڈل میں وظیفہ حاصل کیا۔ مڈل کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر میں داخلہ لیا۔ والد صاحب کے بیمار ہونے پر وہاں سے تعلیم چھوڑ کر گھر آ گئے، کچھ عرصہ بعد جے وی پاس کرنے کے لئے ہوشیارپور (مشرقی پنجاب بھارت)، چلے گئے، وہاں بھی امتحان میں فرسٹ آئے، پھر دوسرے سال جالندھر میں ایس وی کی کلاس میں داخلہ لیا اور امتحان میں اوّل آئے۔ فارغ ہونے پر اپنے ہی گاؤں کے مڈل سکول میں ہیڈ ماسٹر تعینات ہوئے، باقی سب امتحان پرائیویٹ دیئے۔ نوجوانی میں حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری کا شہرہ سُن کر آپکی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پھلروں ضلع شیخوپورہ آ گئے۔ اس وقت یعنی ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں آپ کی عمر ۸۵ سال ہے۔

بقیہ صـ ۱۲

بیٹھک میں خاموش بیٹھے تھے اور آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ دائیں طرف سے خود ہر ایک کے پاس جاتے اور مناسب تلقین کرتے جاتے۔ میرا نمبر دوسرا تھا، داڑھی کا معمولی سا آغاز تھا۔ جب حضرت میرے پاس آئے تو فرمایا: "عمر چھوٹی اے دِل چنگا اے" ذکر فکر اور درود شریف کی تلقین فرمائی۔ مجھ سے اگلے نمبر پر جو صاحب بیٹھے تھے اُن سے پوچھا قرآن پڑھا کرتے ہو؟ اُس نے کہا حضرت میرے پاس مولوی اشرف علی تھانوی کا مترجم قرآن ہے۔ آپ نے فرمایا "چھڈ بھائیا اشرف علی نوں دہ تے لکھ دا اے کہ شاید حضور پاک نوں حروف مقطعات دا علم دِتا گیا ہووے، شاید

بقیہ حاشیہ صلا : اعضاء کمزور ہونے کے باوجود مطالعہ کتب کا شوق دیوانگی کی حد تک ہے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد سے اب تک اپنے گاؤں میں طبابت کر رہے ہیں۔ زمانہ حال کے محقق و مورخ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری مدظلہ، کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کسی کام کے لئے امرتسر گیا، مسجد خیر دین کی ڈیوڑھی میں بائیں حجرے میں مولوی محمد حسن (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) بیٹھے تھے ایک دو طالب علم بھی پاس تھے میں نے سُن رکھا تھا کہ مولوی صاحب مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ ہیں، میں نے اُن سے کہا کہ مولوی صاحب! مولوی اشرف علی نے الٓمٓ کے بارے میں لکھا ہے کہ حروف مقطعات کا علم شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا گیا ہو یہاں شاید کی کیا ضرورت تھی، جو تسلیم کرتے ہیں اُن کو بھی شک میں ڈال دیا۔ میری بات سنتے ہی چہرے پر تنگی کے آثار ظاہر ہوئے تیز اور ترش آواز میں فرمایا چلے جاؤ یہاں سے، نکل جاؤ یہاں سے، میں نے کہا حضرت چلا جاتا ہوں مجھے کیا معلوم کہ ایک وقف جگہ پر آپ نے قبضہ جما رکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ جب میں جالندھر میں ایس وی کا کورس کر رہا تھا تو نزدیک ہی مدرسہ خیر المدارس تھا، جس کے صدر مدرس مولوی خیر محمد تھے میں ایک دن دو تین لڑکوں کے ساتھ مدرسہ دیکھنے گیا۔ مولوی صاحب ایک آدمی کے ساتھ فارغ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے دوسری طرف ایک مولوی صاحب لڑکوں کو پڑھا رہے تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے علم غیب کے

(بقیہ صلا)

کہندا اے" اے (چھوڑو بھائی اشرف علی کو وہ تو لکھتا ہے کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حروف مقطعات کا علم دیا گیا ہو، شاید کا لفظ کہتا ہے۔)

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ ستمبر ۱۹۳۶ء کو جمعۃ المبارک کے خطبہ میں فرمایا ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد اور روح دونوں میں زندہ ہیں اور زمین و ملکوت کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔ ۲ے

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ آیت شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ کے بعد آیت شریفہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(حاشیہ بقیہ ص۱۲) موضوع پر کلام کر رہے تھے، ہم ان کی تقریر کو سُنتے رہے ایک لڑکا جس کا نام ثناء اللہ تھا، امیر ملت سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کا مُرید تھا اُس نے مولوی صاحب کی تقریر پر اعتراض کیا، میں نے اُس کے اعتراض کو اچھے الفاظ میں بیان کر دیا۔ مولوی صاحب بجائے اس کے کہ اُس کی تسلی کرتے، چلا کر بولے اٹھو یہاں سے تم بریلوی معلوم ہوتے ہو۔ ثناء اللہ نے کہا جناب ہم دونوں سیالکوٹی ہیں اور یہ ہمارا ساتھی امرتسری ہے، ہم میں کوئی بھی بریلوی نہیں۔ دل میں جو اُلجھن پیدا ہوئی تھی اُس کو دور کرنے کے لئے آپ سے پوچھا ہے۔ مولوی صاحب بجائے کوئی معقول جواب دینے کے کہنے لگے بس یہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ، میں سب کچھ جانتا ہوں۔ ہم پٹائی کے ڈر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے ثناء اللہ سے کہا! مولوی صاحب سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں۔ مولوی صاحب نے تمہارے دل کی بات معلوم بھی کر لی اور سمجھ بھی لی ہے۔ (مکتوب مولانا ظہور ربّی بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ یکم جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ) ۳ے ملخصاً ترجمہ قرآن مولوی اشرف علی تھانوی بیان القرآن حاشیہ الم (سورۃ البقرہ) لے مکتوب مولانا ظہور ربّی بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ یکم جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ

۲ے مجموعہ خطبات حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ ماخوذ از بیاض میاں خدا بخش علیہ الرحمۃ (مرید حضرت میاں صاحب المتوفی ۱۹۷۷ء) مرتبہ میاں محمد سعید شاد خلف میاں خدا بخش۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۱۳۲

ے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ: حروف مقطعات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حروف مقطعات قرآنی سارے کے سارے حالات کی حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز و اشارے ہیں جو محب (اللہ تعالیٰ) اور محبوب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان وارد ہیں لیکن اور کون ہے جو ان کو پا سکے۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر ثالث مکتوب ۱۰۰)

وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً، کیوں لائے؟ یعنی اس کا تعلق خاص درود شریف کے مانعین کے حق میں ہے جو اپنی طرح ان کو بشر کہہ کر خطابِ ندائیہ ناجائز کہتے ہیں۔ ۱؎

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳ راگست ۱۹۲۶ء کو بروز جمعۃ المبارک کے خطبہ میں فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش کی تو واقعات عالم کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی چیز ہاتھ کی ہتھیلی پر موجود ہو۔ ۲؎

۱؎ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، انقلاب الحقیقت۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۸۶، ۸۷

۲؎ مجموعہ خطبات حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ۔ ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدا بخش علیہ الرحمۃ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔ ص ۱۱۳۔ نوٹ: جامع خطبات میاں خدا بخش علیہ الرحمۃ نے حدیث کا مفہوم اپنی یادداشت سے نقل کیا ہے کیونکہ روایت بالمعنیٰ میں فہم اور حافظہ کی خطا ممکن ہے۔ اصل حدیث کی عبارت یہ ہے:

ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔"

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔" یہ حدیث حضرت غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر میں درج کی تو آپ کے شاگرد علامہ محمد منظور احمد فیضی اچوی مدظلہ نے ایک شبہ کا اظہار کیا کہ آپ نے تسکین الخواطر ص ۱۲۸ طبع ثانی میں حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا الخ کے متعلق صحت کا دعوے کیا ہے اس کا ثبوت مطلوب ہے حالانکہ اس حدیث کے متعلق مشہور حنفی محدث حافظ علی متقی المتوفی ۹۷۵ھ لکھتے ہیں کہ وسندہٗ ضعیف" (کنز العمال جلد ۱۱ ص ۹۵) علامہ کاظمی قدس سرہٗ نے جواباً فرمایا کہ اس حدیث کو ابو نعیم بن حماد اور طبرانی دونوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ آپ نے کنز العمال سے "وسندہٗ ضعیف" کا جو جملہ نقل کیا ہے وہ ابو نعیم کی روایت کے ساتھ ہے اور

بقیہ ص ۱۵

حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی علیہ الرحمۃ[1] (بیربل شریف ضلع سرگودھا) خلیفہ مجاز حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ بندہ حاضرِ خدمت ہوا اور مولوی محمد حسین علی صاحب[2] (واں بھچراں ضلع میانوالی) کا رسالہ در بارہ ندا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کہیں راستہ میں مل گیا، جو علم غیب کی بابت لکھا گیا تھا، اور

(بقیہ حاشیہ صد ۱۵) اسی سے متعلق ہے آپ نے پوری عبارت نقل نہیں کی۔ پوری عبارت یہ ہے۔ (ابونعیم بن حماد فی الفتن عن ابن عمر) وسندہٗ ضعیف۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۹۵) طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔ لیکن میں نے تسکین الخواطر میں جو روایت نقل کی ہے اس سے میری مراد طبرانی کی روایت ہے جسے حافظ علی متقی صاحب کنز العمال نے اسی جلد ۶ میں آگے چل کر صد ۱۰۵ پر نقل کیا ہے اور حدیث کے بعد (طب حل ابن عمر) لکھ کر ضعفِ سند کا ذکر نہیں کیا۔ اگر اس حدیث کی دونوں روایتوں میں فرق نہ ہوتا تو حافظ علی متقی ایک ہی جگہ ابونعیم اور طبرانی کا حوالہ دیکر وسندہٗ ضعیف کہہ دیتے تاکہ دونوں روایتوں کا ضعف معلوم ہو جاتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ صفحہ ۹۵ پر صرف ابونعیم کی روایت نقل کی اور اس کے ساتھ "وسندہٗ ضعیف" لکھدیا اور صفحہ ۱۰۵ پر طبرانی کا حوالہ مزید لکھا اور وہاں "وسندہٗ ضعیف" نہیں لکھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ضعف ابونعیم کی روایت کے ساتھ خاص ہے۔ طبرانی کی روایت ضعیف نہیں بلکہ وہ صحیح ہے۔ (ماہنامہ السعید، ملتان شمارہ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ / فروری ۱۹۶۷ء صد ۳۱/۳۲)

[1] حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی علیہ الرحمۃ ماہ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ کو بیربل شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت احمد سعید علیہ الرحمۃ اور دادا کا نام حضرت غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ تھا، آپ کے دادا وقت کے کامل ولی اللہ تھے۔ اورنٹیل کالج لاہور سے مولوی فاضل، منشی فاضل، اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کئے اور انگریزی کے امتحانات بھی دیئے۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ / ۲۶ اگست ۱۹۶۷ء کو وصال ہوا۔ (انقلاب الحقیقت صد ۹، ۱۱)

[2] مولوی حسین علی ساکنہ واں بھچراں ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی سے

بقیہ صد ۱۶

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا ناجائز اس میں قرار دیا گیا تھا، وہ میری جیب میں تھا چونکہ اورادِ فتحیہ[1] میں صلوات ندائیہ تھے حضور کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اورادِ فتحیہ کے نام اذکار اور دُعائیں نہایت صحیح اور ماثورہ طریقہ سے مروی ہیں۔ اس میں کسی طرح کا تذبذب نہیں۔ بڑی ہی برکت سے پُر ہیں۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں لیکن حاضر و ناظر بھی، پھر فرمایا ہم نے تو کلام ربانی بھی

(بقیہ حاشیہ صہ ۱۵) تحصیل علم کیا۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ (موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان) (المتوفی ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ) سے بیعت ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عطائی علم غیب کو بھی شرک کہتے تھے۔ خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات مجموعہ فوائدِ عثمانی مرتبہ سیّد محمد اکبر علی شاہ کی تصحیح اور حاشیہ لکھنے والے بھی مولوی حسین علی ہی ہیں۔ اس کتاب میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک روز حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اُترا ساکن گڑھ نورنگ۔ اور مولوی حسین علی کے درمیان اولیاء اللہ کے علم غیب جاننے کے متعلق گفتگو ہوئی۔ گفتگو کے بعد مولوی صاحب اسی خیال میں تھے کہ اولیاء اللہ کو کیسے علم ہوتا ہے، آیا بعض چیزوں کو جانتے ہیں یا اکثر کو، اور یہ علم توجہ کرنے سے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے، یہی خیال دل میں لئے وہاں سے اُٹھے اور تسبیح خانہ میں چلے گئے وہاں حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ افغان لوگوں سے پشتو میں کسی موضوع پر کلام کر رہے تھے، مولوی حسین علی اُن آدمیوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ مولوی صاحب کے بیٹھتے ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فارسی زبان میں فرمایا کہ مولوی صاحب اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن اُس کو ظاہر کرنے پر مامور نہیں ہیں۔ یہ الفاظ فرمانے کے بعد پھر افغانیوں سے گفتگو شروع کر دی۔ (مجموعہ فوائد عثمانی فارسی مطبوعہ ملتان ۱۳۸۲ھ ص ۱۳۴) اسی مجموعہ ملفوظات میں ایک اور واقعہ بھی ہے کہ ایک روز عشاء کے بعد مولوی حسین علی، حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب تم اپنے گھر میں جاؤ، پھر جب ہمارے پاس آؤ تو تمام حالات و معاملات جو تمہیں پیش آتے ہیں مجھ سے پوچھو ہم تمہیں ایک ایک واقعہ بالتفصیل بتا دیں گے، اور کسی ایک معاملہ میں بھی غلطی نہ ہوگی۔

(بقیہ صہ ۱۷)

آپ کی ہی زبان سے سُنا، پھر فرمایا قرآن شریف بھی آپ کی زبان سے ہے اور حدیث بھی آپ کی زبان سے، پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو دُور سے سُننے اور پہنچانے کی طاقت دے سکتا ہے تو کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کان دُور سے سُننے کے لئے نہیں بنا سکتا؟ [1]

حضرت غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے عقیدت — حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ

حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان الفاظ میں نہایت اشتیاقانہ لہجے میں فرماتے: بغداد والی سرکار نے اس طرح فرمایا، بغداد والی سرکار اس طرح فرماتی ہے اور آپ کی مبارک آنکھیں اس جانب ہوجاتی تھیں گویا دیکھ رہے ہیں۔[2]

(حاشیہ بقیہ صہ ١٦) (مجموعہ فوائد عثمانی فارسی صہ ١٣٦) لیکن مولوی حسین علی پھر بھی ان عقائد کو شرک کہتے رہے۔

(بلغۃ الحیران) مولوی حسین علی کی تصنیف "بلغۃ الحیران" کی عبارات پران کے ہم مسلک علماء نے بھی اعتراض کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حاشیہ فیوضات حسینی المعروف تحفہ ابراہیمیہ، محشی مولوی عبد الحمید سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، مطبوعہ ادارہ نشر و اشاعت نصرت العلوم گوجرانوالہ رجب ١٣٨٧ھ صہ ٢٦-٢٧-٢٨۔

مولوی حسین علی سنہ ١٩٤٣ء میں فوت ہوئے۔

[1] اوراد فتحیہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ اوراد و وظائف ہے اور سلسلہ نقشبندیہ کے معمولات سے ہے حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ کا وصال ٧٢ سال کی عمر میں ٦ ذی الحجہ ٧٨٦ھ کو ہوا۔ آپکا مزار ختلان (ترکستان) شہر کولاب کے مشرق میں ہے (مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء اردو مطبوعہ لاہور ١٩٠٣ء صہ ٢٧٣) سری نگر کشمیر میں دریائے جہلم کے کنارے پر آپ کا زاویہ (خانقاہ) موجود ہے۔

---

[1] صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی۔ انقلاب حقیقت مطبوعہ لاہور ١٩٨١ء ص ٨٨-٨٩

[2] صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، انقلاب حقیقت، مطبوعہ لاہور سنہ ١٩٨١ء صفحہ ٥٧

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف عرس مبارک پر تشریف لیجاتے تو توکل پر پاپیادہ ہی شرقپور سے روانگی فرماتے۔ عید کے چاند کی گیارہویں رات لاہور میں شاہ محمد غوث[1] رحمۃ اللہ علیہ (بیرون دہلی دروازہ لاہور) کے مزار پر مسجد میں گیارہویں شریف[2] میں شامل ہوتے۔[3]

صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ جو قصیدہ غوثیہ کے شعر پڑھا کرتے تھے، خواجہ نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ساکن موضع فوجی والا، مرید حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ) نے بندہ کے روبرو

1۔ حضرت شاہ محمد غوث قادری گیلانی بن حضرت سید حسن پشاوری رحمہم اللہ تعالیٰ ١٠٨٠ھ / ١٦٧٢ء میں بمقام پشاور پیدا ہوئے۔ ١٨ برس کی عمر میں تمام علوم مروجہ کی کتابیں پڑھ لیں۔ سلسلہ قادریہ میں اپنے والد مکرم سے بیعت ہوئے۔ پھر بزرگوں کی زیارت کی غرض سے سیر و سیاحت کی۔ آپکی تصانیف کے نام یہ ہیں۔ ١۔ اسرار لطیفت ٢۔ درج الدرّ فی اصول حدیث خیر البشر ٣۔ شرح قصیدہ غوثیہ ٤۔ شرح غوثیہ (شرح صحیح بخاری) ٥۔ ترجمہ قرآن (فارسی) ٦۔ رسالہ ذکر جہر۔ ١١٥٢ھ / ١٧٣٦ء میں وصال ہوا۔ مزار اقدس لاہور میں بیرون دہلی دروازہ زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ (محمد دین کلیم، مورخ لاہور۔ مدینۃ الاولیاء۔ مطبوعہ اسلامک بک فاونڈیشن لاہور ١٣٩٦ھ ص ٩٠۔)

2۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم کی تلاوت اور جو کھانا خیرات کیا جاتا ہے اس کو گیارہویں کہتے ہیں۔ ایصال ثواب کا کوئی بھی منکر نہیں۔ ایصال ثواب گیارہویں کو اسلئے کیا جاتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ماثبت بہ السنۃ (عربی) مطبوعہ مجتبائی دہلی کے صفحہ ١٦٨ پر حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں لکھتے ہیں۔ وقد اشتہر فی دیارنا ہذا الیوم الحادی عشر وہو المتعارف عند مشائخنا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے گیارہویں تاریخ کی حفاظت کرنے والی حضرت حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد کو دیکھا اور جو غوث پاک قدس سرہٗ کی اولاد ہے وہ توسونے کی زنجیر کا ایک سلسلہ ہے۔ مثال

بقیہ ص ١٩

آپ کو اجازت دی تھی۔ [1]

حضرت قبلہ میاں صاحب قدس سرہٗ کے مُرید میاں خدا بخش علیہ الرحمۃ [2] اپنی بیاض میں حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مغرب کی نماز کے بعد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھتے، پھر دوسرے اشعار پڑھ کر دُعا مانگتے۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرُ الْکَمَالِ

شَیْئًا لِلّٰہِ یا شیخ حضرت سلطان محی الدین عبد القادر جیلانی المدد

اے نورِ پاک کبریا وے وصفِ ذاتِ مصطفٰےؐ
صَلِّ عَلٰی صَلِّ عَلٰی، یا خواجہ شاہِ نقشبند

(بقیہ حاشیہ صہ ۱۸) طور پر کسی روایت کے راوی اعلیٰ درجے کے ہوں تو اس کو موتی کی لڑی کہتے ہیں تو یہ بڑی مسلمانوں کا گروہ تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے (شامی صہ ۳۷۵ ج ۳) "جس چیز کو ایمان والے اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی چیز ہے۔ (مقام ولایت: تقریر علامہ سیّد احمد سعید کاظمی محدثِ ملتانی قدس سرہٗ مطبوعہ نعمان اکادمی جہانیاں ضلع خانیوال رجب ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء ص ۱۵) [3] صوفی محمد ابراہیم قصوری علیہ الرحمۃ، خزینۂ معرفت، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۸۳ء صہ ۱۴۶)

[1] " " " " " صہ ۲۱۱

[2] میاں خدا بخش علیہ الرحمۃ ۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو بروز جمعۃ المبارک موضع خیر اللہ پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر (بھارت) کے ایک ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں خیر محمد اور دادا کا نام میاں الٰہی بخش تھا۔ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے گاؤں میں پڑھیں مڈل کا امتحان شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے سکول سے پاس کیا۔ پھر نارمل سکول دھرم سالہ ضلع کانگڑہ سے پاس کر کے بطور صدر مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول چک ۱۷ نہر اپر جناب، ضلع شیخوپورہ میں تعینات ہوئے۔

(بقیہ صہ ۲۰)

صدیق و فاروق ، عثمان و علی شیرِ خُدا

از چار یارت مرحبا یا خواجہ شاہ نقشبند

اے نقشبند عالم نقشِ مرا بہ بند

نقش چناں ببند کہ گویند نقشبند!

شیئاً للہِ چوں گدائے مستمند!

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا

ناقصاں را پیرِ کامل ، کاملاں را رہنما [1]

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ مولوی حکیم مظفر حسین قریشی فاروقی [2] ساکن اجنالے ضلع گوجرانوالہ نے میرے سامنے بیان کیا کہ میں جن ایام میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) یہ جگہ شرق پور سے ۱۲، ۱۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۲۲ء کو حضرت قبلہ میاں صاحب قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ تادمِ آخر شریعت کی پابندی اصلاحِ معاشرہ، بچوں اور بچیوں کو تعلیمِ قرآن، مسجد کی تعمیر و صفائی طرف توجہ رہی۔ ۱۹۶۸ء میں حج کیا۔ ۲۷ جنوری ۱۹۷۷ء بروز جمعہ وصال فرمایا۔ چک نمبر ۱ ضلع شیخوپورہ ہی میں دفن ہوئے۔ (ماخوذ از مجموعہ خطبات حضرت شیر ربانی)

۱ے مجموعہ خطبات حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ (۱۹۲۴ء تا ۱۹۲۸ء) ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدا بخش علیہ الرحمۃ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۱۹۶)

۲ے حضرت مولانا ابو الظفر سید شریف احمد شرافت نوشاہی بن سید غلام مصطفٰے نوشاہی (م ۱۳۸۴ھ) بن سید حافظ محمد شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ (م ۱۳۳۷ھ) ۱۹ شعبان ۱۳۳۵ھ / ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بمقام ساہن پال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پیدا ہوئے۔ سید شرافت نوشاہی برِ صغیر کے معروف

بقیہ صفحہ ۲۱

شرقپور جاکر حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید ہوا، تو میں نے دیکھا کہ آپ کی مسجد کے محراب پر لکھا تھا "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" اس وقت تو پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا، لیکن یہ خدشہ میرے دل میں رہا اور واپس چلا آیا اس کے بعد دوبارہ اس مسئلہ کو دریافت کرنے کے لئے جب شرقپور گیا تو اس وقت آپ سرہند شریف گئے ہوئے تھے میری ملاقات نہ ہو سکی، چنانچہ گھر آکر میں نے بذریعہ مکتوب استفسار کیا۔ حضرت موصوف نے میرے اس خط کی پشت پر مختصر الفاظ میں جواب لکھ بھیجا جس سے مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے تبرکاً وہ مکتوب محفوظ کر لیا۔

اسی اصل مکتوب کے بارے میں سید شرافت نوشاہی لکھتے ہیں کہ جب رسالہ "در کلمات قدسیہ المعروف بہ فیض نقشبندیہ" شائع کرنے کا خیال ہوا تو میرے دوستوں

(بقیہ حاشیہ ص۲۰) مذہبی روحانی علمی اور ادبی خاندان نوشاہیہ کے چشم و چراغ تھے۔ آپکا شجرہ نسب گیارہویں پشت میں بانیٔ سلسلہ نوشاہیہ شیخ الاسلام حضرت سید حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔ آپ نے قرآن مجید اور فارسی کی درسی کتب اپنے جدّ امجد سید حافظ محمد شاہ علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ عربی کی کتب متداولہ اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ فن کتابت مولانا محمد حسین مبارک قلم ساکن عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ سے سیکھا۔ آپ نے سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے بیعت کی اور خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی کثیر التعداد تصانیف میں "شریف التواریخ" علمی و تحقیقی شاہکار ہے اور تاریخ تصوف میں ایک اہم اضافہ ہے۔ حضرت شرافت نوشاہی نے ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ / ۴ جولائی ۱۹۸۳ء کو ساہن پال شریف میں وصال فرمایا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے احوال و آثار سید شرافت نوشاہی مرتبہ پروفیسر محمد اقبال مجددی مطبوعہ دار المصنفین لاہور۔ ۲؎ مولوی حکیم منظفر حسین صاحب کے والد ماجد کا نام حکیم فقیر علی تھا۔ خلف میاں پیر بخش بن میاں قل احمد بن مولوی حکیم محمد اشرف فاروقی (خطیب جامع مسجد منچر چٹھہ و مصنف کتب کنز الرحمت، (فارسی) مصباح الطب (فارسی) و قصہ مثنوی یوسف زلیخا فارسی) حکیم صاحب ایک

بقیہ ص۲۲

مولانا محمد لطیف زاہد بی۔اے اور حاذق الاطباء جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے فرمایا اگر حضرت میاں صاحب شرقپوری کا وہ اصل خط حاصل ہو جائے تو اس کا عکس تبرکاً شامل کیا جائے۔ چنانچہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ کو ہم حکیم مظفر حسین صاحب کے بیٹے[1] حکیم حاجی مشتاق احمد فاروقی کے پاس قصبہ احمد نگر ضلع گوجرانوالہ میں پہنچے، میرے ساتھ عزیزی قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی مرید کے (ضلع شیخوپورہ) والے بھی تھے۔ حکیم صاحب سے مکتوب کے متعلق دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے چھ عدد مکاتیب میرے پاس محفوظ ہیں جو آپ نے میرے والد ماجد حکیم مظفر حسین کی طرف بھیجے تھے۔ چنانچہ ہماری التماس پر انہوں نے وہ خطوط ہم کو دیئے اور یہ وعدہ لیا کہ ان کا فوٹو لے کر یہ بعینہٖ مجھے واپس کرنا ہوں گے۔ ہم نے وعدہ کیا کہ ان کا عکس لے کر واپس کر دیں گے، چنانچہ ان کے اصل خطوط واپس کر دیئے گئے۔ ذیل[2] اصل مکتوب کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

مکتوب شریف

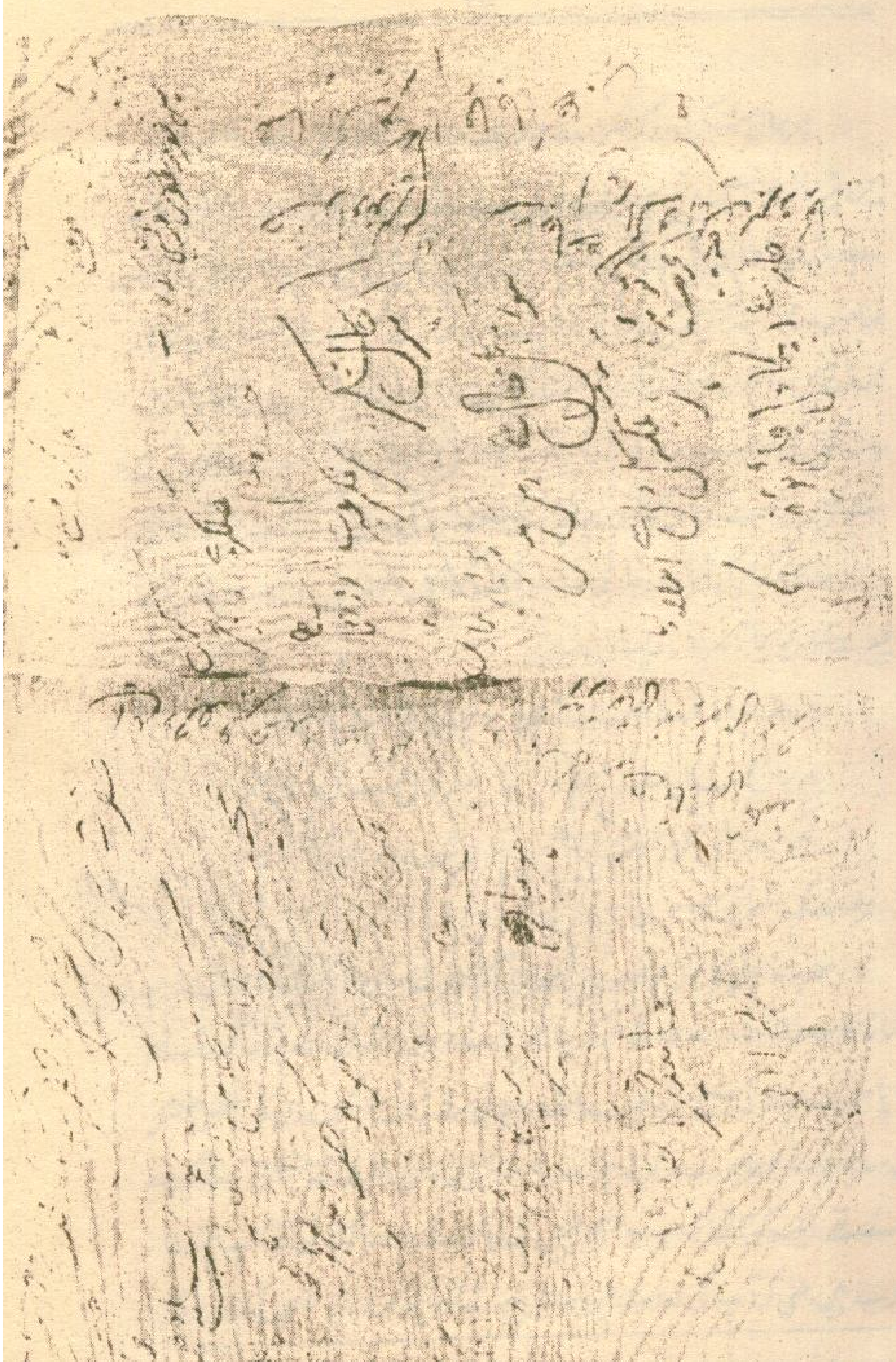
(حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب مذکور کا یہ جواب لکھ کر حکیم مظفر حسین قریشی کو بھیجا۔

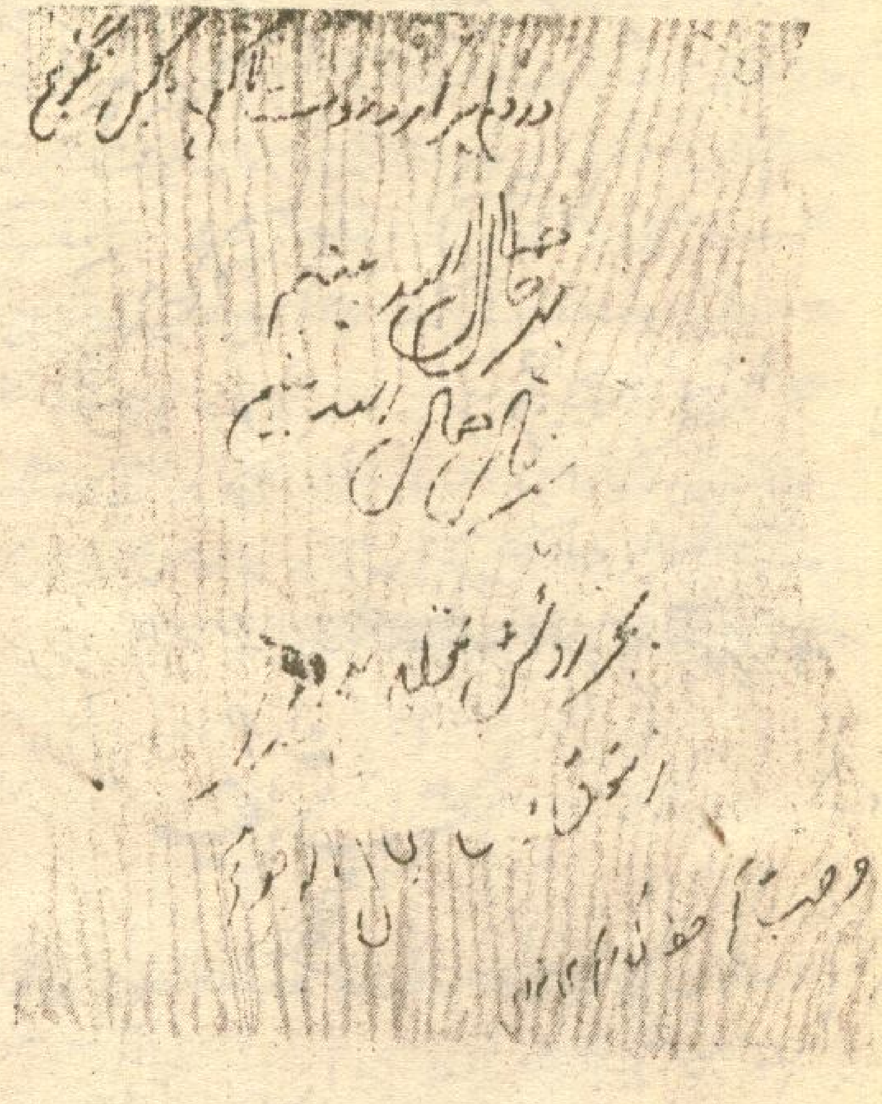
خداوند کریم فضل و کرم سے انجام خیر کریں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) بلند پایہ طبیب اور متشرع بزرگ تھے۔ موضع اجھکے تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت رکھتے تھے۔ حکیم صاحب ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو بروز جمعۃ المبارک واصل الی اللہ ہوئے۔

(کلمات قدسیہ از سید شرافت نوشاہی)

[1] سید شرافت نوشاہی۔ کلمات قدسیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ ص ۳۰، ۳۱ ص۱۴۱





ہر حال شکر اور ذکر فکر عبرت ضروری ہے۔ سو آجکل محال ہے۔ اس وسوسہ میں پڑنا نہ بنا نہیں۔ غریب تو پڑھا کرتا ہے، بلکہ کل ولی اللہ سے امداد لینا جائز ہے۔ آپ کا دل چاہے تو خیر پڑھا کریں۔ حضرت میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے۔ اس لئے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں، انہوں کو خداوند کریم کی محبت کامل ہو جاتی ہے۔ اخیر سب کا رجوع رب کریم کی جانب ہے۔ "فاللہ خیر اً حافظا وہو ارحم الراحمین" آپ کے وجود غیر خدا سے نہیں بنا ہے۔ اس کا ثبوت قادری قلندری سے لیں۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر۔ خداوند کریم کی سُنت جاری ہے ہر ایک کو ایک کام سپرد ہے۔ جیسا ہر اک چیز سے کام لیا جاتا ہے۔ ویسا ہی ہے۔

در دلم ہزار دردست ۔۔۔ لاکن باکس نگویم!
بہر حال جمال اللہ بینم ۔۔۔ بہر قال جمال اللہ بینم
بجز دُرویش نخواہم ہیچ چیزے ۔۔۔ زشوق جان جمال اللہ جویم

فرصت کم، خط کی رسم ہی نہیں۔[۱]

حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہو کر یہ اسم بڑے ذوق و شوق سے پڑھا کرتے تھے "یا حضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" ایک دن دو[۲] شخص حاضر خدمت ہوئے جو لاہور سے آتے ہوئے راستہ میں اسی وظیفہ کے متعلق بحث کرتے آئے تھے۔ ایک کہتا تھا کہ آپ یہ اسم نہیں پڑھا کرتے دوسرا کہتا تھا کہ آپ پڑھا کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھ کر فرمایا "کون کہتا ہے کہ

[۱] سید شرافت نوشاہی۔ کلمات قدسیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ۔ ص ۴۳

میں نہیں پڑھا کرتا"۔ پھر آپ نے یہی اسم کئی بار اُن کے سامنے بھی پڑھا۔[۱]

قطب زمانہ حضرت شیخ صالح سید محمد اسماعیل شاہ بخاری نقشبندی مجددی المعروف حضرت کرمانوالے[۲] رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک اہل حدیث مولوی محمد عبد اللہ سکنہ اوڈاں والا متصل ماموں کانجن حضرت قبلہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اتباع سنت دیکھ کر از حد خوش ہوا، مگر جب اُس نے دیکھا کہ ایک طرف "یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ" کا اسم گرامی لکھا ہوا ہے اور ساتھ شیئاً للہ بھی رقم کیا ہے، تو بہت خفا ہوا اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحمل سے کام لیا اور جب اسے رخصت کرنے لگے تو چند قدم اُس کے ساتھ آگے گئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھا "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" تو وہ اہل حدیث مولوی کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ صورت انسان فوراً ظاہر ہوئے کہ اُس کے جلال کی تاب وہ مولوی صاحب نہ لا سکے، اور آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی جی! یہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

[۱] صوفی محمد ابراہیم قصوری، خزینہ معرفت۔ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۸۳ء ص ۳۲۷، ۳۲۸

[۲] حضرت قبلہ سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ولد سید سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وطن مالوف موضع کرموں والا تحصیل وضلع فیروز پور (بھارت) تھا۔ ابتدائی تعلیم جامعہ نعمانیہ لاہور، جلال پور شریف حضرت مولانا غلام حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں پھر دہلی اور سہارن پور کے مختلف دینی مدارس سے علم دین کا اکتساب کیا۔ فیروز پور کے مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا شرف الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ مولانا شرف الدین علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکپتن شریف میں قیام فرمایا بعد میں اوکاڑہ کے نزدیک پکا چک ۵۶/۲-ایل

بقیہ ص ۲۷

جنہیں ہم پکارتے ہیں۔ دیکھو یہ ہماری آواز پر ہماری مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ یہ مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اسی لئے ہم پکارتے ہیں۔ مولوی صاحب اپنے باطل عقیدہ پر نادم ہوئے۔ [۱]

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا مُعین یا چشتی، یا حضرت سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، یا بہاء الدین نقشبند اور یا شاہ مدار کا وردِ عموماً صبح و شام فرماتے تھے کہ ایسے کرنے میں برکات ہی برکات ہیں۔ [۲]

مزارات سے عقیدت اور حاضری کی تلقین

مولانا حکیم عبدالرسول صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ میاں صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا بیربل شریف —— تم سے کتنی دور ہے؟ میں نے عرض کیا تین کوس، آپ نے فرمایا حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ [۳]

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶) میں برلب سڑک سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کے مبارک قدم سے یہ جگہ اب حضرت کرمانوالہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ / ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعرات بوقت عصر واصل الی اللہ ہوئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے خزینۂ کرم از نور احمد مقبول مطبوعہ لاہور)

[۱] نور احمد مقبول بی۔ اے۔ خزینۂ کرم مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۷۰

[۲] 〃 〃 〃 〃 ۲۰۰

[۳] حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کامل ولی اللہ اور متبحر عالم تھے۔ آپ حضرت غلام محی الدین قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۰۷ھ) کے مرید تھے اور حضرت غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ للّٰہ شریف تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم (م ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ) سے علمی اور عملی تربیت پائی تھی حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری کو آپ سے خصوصی عقیدت تھی۔ کتاب انوارِ تسنیم عجب کی مختصر

کے مزار پر جایا کرو، حضرت کے مزار پہ جایا کرو، حضرت کے مزار کو نہ چھوڑنا، غنیمت سمجھنا نہ چھوڑنا، تین مرتبہ یہی الفاظ دہراتے رہے۔ [۱]

صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی باطنی شکایات حضور (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں عرض کیں تو فرمایا دُرود شریف پڑھتے وقت حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی علیہ الرحمۃ کے مزار کا خیال کر لیا کرو ضرور فائدہ ہوگا۔ [۲]

صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کئی مُرید جب علاقہ شاہ پور میں کسی وجہ سے آئے تو جدِ امجد حضرت قبلہ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر مزار بوس ہوئے، کیونکہ آپ ایسا ارشاد فرماتے تھے۔ [۳]

صوفی محمد ابراہیم قصوری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ مکان شریف (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب بھارت) میں حضرت امام علی شاہ صاحب [۴] رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی چوٹی (کلس) جو زلزلے کے سبب اوندھی ہوگئی تھی۔ حضرت میاں

(بقیہ حاشیہ ص ۲۷) سوانح عمری ہے۔ ۱۵ رجب ۱۳۲۱ھ کو وصال ہوا۔ بیربل شریف ضلع سرگودھا میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ (انقلاب الحقیقت)

۱۔ ماہنامہ نورِ اسلام، شیر ربانی نمبر، شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ۔ ش جون تا جولائی ۱۹۶۹ء ص: ۱۳۴

۲۔ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی۔ انقلاب الحقیقت۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء۔ ص ۶۹

۳۔ " " " " ۱۱۴

۴۔ حضرت سید امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء میں بمقام مکان شریف پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید حیدر علی شاہ (م ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء) ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ حسین بھورے والے مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۷ھ / ۱۸۲۸ء) سے بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے ہاں روزانہ بعد نماز عصر سوا لاکھ مرتبہ درود شریف خضری پڑھا جاتا تھا۔ ۱۳ شوال سنہ ۱۲۸۲ھ کو

بقیہ ص ۲۹

صاحب علیہ الرحمۃ کو خیال ہوا کہ اسے درست کرایا جائے۔ آپ نے معماروں کو جمع کیا، وہ مکان شریف میں آکر حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا کہ اس چوٹی (کلس) کو مرمت کرنے پر کتنا خرچہ آوے گا۔ انہوں نے جواب دیا قریباً تین ہزار روپیہ صرف کلس باندھنے پر معہ سامان خرچ ہوگا، آپ نے صلاح ملتوی کر دی، پھر حافظ محمد عبد اللہ صاحب سکنہ چھاؤنی فیروزپور، مستری کرم دین صاحب سکنہ شہر قصور شریف، فتح محمد خاں سکنہ گوروہر سہائے اور ایک اور شخص بھی ہمراہ تھا نام اب یاد نہیں، ان چاروں کو آپ نے قصبہ مکان شریف روانہ کیا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر جاؤ، یہ چاروں صاحبان مکان شریف پہنچے، مختصر یہ کہ نہایت جانفشانی اور محنت کشی سے یہ کام سرانجام ہوا[1]۔

حکیم احمد علی قصوری بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں خاکسار بہ ہمراہی حافظ عباس علی صاحب امام مسجد قصور حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صرف برائے زیارت حاضر ہوا۔ آپ قصور شریف میں حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے کمال محبت کے ساتھ حافظ صاحب سے بندہ کا نام، پتہ اور پیشہ دریافت کیا۔ حافظ صاحب کے جواب پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم ان کو ظاہر اور باطن کا حکیم بنا دیوے تو کیا تعجب ہے۔ جب مجلس سے رخصت ہوئے تو خاکسار نے حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ خاکسار کو سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کریں۔ دوسرے روز حافظ صاحب نے میری بابت عرض کی تو آپ نے کمالِ مہربانی سے اپنے پاس بٹھایا اور استغفار و درود شریف پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ خاکسار حسب الارشاد

(بقیہ حاشیہ ص ۲۸) مکان شریف ضلع گورداسپور۔ بھارت میں وصال ہوا۔ (ماہنامہ نورِ اسلام، شہر قصور، اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم، ش۔ مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء۔ ص ۱۴، ۳۱، ۱۵۰)

[1] صوفی محمد ابراہیم قصوری۔ خزینہ معرفت مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور سنہ ۱۹۸۳ء ص ۱۳۹

پڑھتا رہا، اس بات کو ایک سال گزر گیا۔ خاکسار کئی دفعہ شرقپور شریف حاضر ہوا، آپ بھی قصور تشریف لاتے رہے مگر وعدہ فرماتے رہے کہ تم کو جو کچھ ارشاد ہوا ہے پڑھتے رہو۔ ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ جب وقت آئے گا تو داخل کر لیا جائے گا۔ شوق اس قدر غالب ہو گیا کہ کسی کام میں دل نہ لگتا تھا، یہاں تک کہ رمضان مبارک کے بعد ماہ شوال میں خاکسار شرقپور شریف میں حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ مکان شریف عرس مبارک ہے وہاں ضرور چلنا ہوگا۔ چنانچہ خاکسار ۱۱ر شوال کو قصور سے مکان شریف پہنچا۔ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خاکسار سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ ۱۳ر تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد حضور نے خاکسار کو ساتھ لیا اور حضرت شاہ حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک جو زمین کے نیچے بھورہ میں ہے زینہ کے ذریعے اندر لے گئے۔ بھورہ شریف اس وقت زائرین سے خالی تھا۔ آپ نے کواڑ (دروازہ) بند کر کے کنڈہ لگا دیا اور خاکسار کو مرقد پاک کے سر کی جانب قبلہ رخ بٹھایا، آپ مزار مبارک کی دوسری جانب بیٹھ گئے اور سبز رنگ کا کپڑا جو مزار مبارک کے پر پڑا ہوا تھا، اُس کا ایک سرا خاکسار کو داہنے ہاتھ میں پکڑنے کا حکم دیا اور دوسرا حضور آپ پکڑ کر اس عاجز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یا حضرت میں اس شخص کو آپ کے سپرد کرتا ہوں، جو کیفیت اُس وقت حاصل ہوئی نہ اُس کو زبان اور قلم ادا کر سکتی ہے اور نہ ہی بیان کرنے کی اجازت ہے۔ (ملخصاً) [1]

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے بزرگوں کے ساتھ اویسی نسبت حاصل تھی اور خاص کر آپ کو حضرت شاہ حسین بھورے والے[2] رحمۃ اللہ علیہ (مکان

[1] صوفی ابراہیم قصوری۔ خزینۂ معرفت، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۸۳ء ص ۱۱۲/۱۱۴

[2] حضرت حاجی شاہ حسین المعروف حضرت بھورے والے رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء میں بمقام مکان شریف (موضع رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور۔ مشرقی پنجاب بھارت) پیدا ہوئے۔ ابتدائے

(بقیہ صـ ۳۱)

شریف) سے نہایت گہرا تعلق تھا اور اکثر غلاموں کو آپ کے مزار شریف سے فیض حاصل کرنے کے لئے ارشاد ہوتا تھا۔[۱]

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت ایشاں خواجہ سید خاوند محمود عطاری نقشبندی[۲] قدس سرہٗ سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور مزار شریف پر اکثر حاضری دیتے۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر تھے، مزار مبارک سے کشف ہوا کہ حضرت ایشاں باہر بیٹھے ہیں۔ آپ باہر مسجد میں تشریف لے آئے، مسجد کے درمیان میں حوض تھا اور حوض کے کنارے حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ[۳] سجادہ نشین حضرت ایشاں علیہ الرحمہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت میاں صاحب قبلہ نے جواب دیا مکان شریف سے: آپ بولے اے شیخ الوقت۔ شفقت و محبت سے آپ کی سرخ آنکھیں نمدار ہوگئیں، ضبط نہ ہوسکا مستی کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور مراقبہ میں چلے گئے، کچھ عرصہ بعد میاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت سید میر جان کابلی علیہ الرحمہ کو نذرانہ بصورت شیرینی پیش کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) عمر میں آپ گھوڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک بار گھوڑے خریدنے کے لئے پشاور گئے تو آپکو علوم دین سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ نے وہیں پڑھنا شروع کر دیا اور مہارت تامہ حاصل کی۔ ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۱ء میں پشاور تشریف لے گئے تھے اور ۱۲۰۳ھ / ۱۷۸۸ء میں تعلیم مکمل کی۔ پھر ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء تک غزنی، کابل وغیرہ علاقوں کی سیاحت کی۔ حضرت حاجی احمد متقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹ ذی الحجہ ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء) موضع قاضی احمد گوٹھ ضلع نواب شاہ (سندھ) سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر امام علی شاہ مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) نے آپ کے ملفوظات مرأۃ المحققین کے نام سے جمع کئے ہیں۔ ۱۲۲۷ھ / ۱۸۲۸ء میں وصال ہوا۔

بقیہ صفحہ ۳۲

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ جب بھی تشریف لاتے مسجد کے حجرہ میں قیام فرماتے جو اب تک قائم ہے اور حجرہ مولوی شیر محمد صاحب کے نام سے منسوب ہے۔ ۱ے

(بقیہ حاشیہ ص۳۱) مزار پر انوار مکان شریف میں ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ماہ نامہ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم شرقپور ضلع شیخوپورہ، مضمون، شجرۂ طریقت حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ از محمد دین کلیم ش ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ / مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۳)

۱ے ماہنامہ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم ش مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء ص ۳۱۳۔

۲ے حضرت خواجہ خاوند محمود قدس سرہٗ کا مولد بخارا (روس) ہے۔ ابتدائی تعلیم وہیں مدرسہ سلطانی میں حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، اور چودہ برس کی عمر میں تمام علوم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ والد مکرم کا نام میر سید شریف بن خواجہ ضیاء ہے۔ خواجہ ابواسحاق سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی مگر نسبت اویسی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ سے تھی۔ بخارا سے سیر و سیاحت کرتے ہوئے سمرقند وہاں سے ہرات، قندھار اور پھر کابل تشریف لے گئے کابل میں ہزارہا افراد بیعت ہوئے وہاں سے آپ کشمیر تشریف لے گئے۔ آخر آپ نے لاہور میں قیام فرمایا۔ ۱۶۴۲ء میں لاہور ہی میں وصال ہوا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مدینۃ الاولیاء از محمد دین کلیم مطبوعہ لاہور)۔ ۲ے

۳ے حضرت میر جان کابلی نقشبندی علیہ الرحمۃ کا سلسلہ نسب ننھال کی طرف سے حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کی بیعت حضرت مولانا سید احمد بخاری نقشبندی مجددی امرتسری علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۰ھ) تیس سال تک لاہور میں تلقین و ارشاد میں مصروف رہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ اور مولانا غلام قادر بھیروی علیہ الرحمۃ عموماً جمعرات یا جمعہ کے دن تشریف لاتے، مسجد کی محراب کے پاس بیٹھ جاتے اور آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے۔ ۵ر شعبان ۱۳۱۹ھ / ۱۳ر نومبر ۱۹۰۱ء میں وصال فرمایا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مدینۃ الاولیاء از محمد دین کلیم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء)

۱ے میاں اخلاق احمد ایم۔ اے، تذکرہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء صفحہ ۲۰۷

" صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی۔ انقلاب الحقیقت مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء۔ صفحہ ۲۶۹
" امین شرقپوری۔ شیر ربانی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۹۳

۲ے تذکرہ حضرت ایشاں از میاں اخلاق احمد ۔

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے اکثر اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی ہے اس سلسلہ میں حضرت نے دور دراز کا سفر کیا۔ آپ کے ساتھ عموماً سید محمد شاہ قصوری علیہ الرحمہ اور مستری کرم الدین شرقپوری علیہ الرحمہ ہوتے تھے۔ آپ ہمیشہ رات کے آخری حصہ میں سفر کرتے تھے۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ سے گہری محبت تھی۔ آپ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پر عموماً حاضر ہوتے۔

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کے پاس مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے خرچ نہ ہو وہ لاہور جاکر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے مزار سے تقریباً نصف میل دور جہاں آج کل بڈھا دریا موجود ہے خود تشریف لاکر شرف زیارت بخشا۔

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا اور قصور کے اولیاء اللہ حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر بھی حاضری دی۔

سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، ملتان میں حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر حاضری دی اور اکتساب فیض کیا۔ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ [1]

ماہنامہ آئینہ، لاہور (حضرت میاں صاحب نمبر) شمارہ اپریل ۱۹۶۱ء ص ۱۳

مضمون تا بہ کجا، مضمون نگار ابو صمصام نقشبندی کراچی، سب رنگ ڈائجسٹ خصوصی شمارہ مئی جون ۱۹۸۲ء ص ۱۰۸۰۔ حسن علی جامعی، حیات جاوید، مطبوعہ شرقپور اشاعت ثانی جنوری ۱۹۷۹ء ص ۶۳، ۶۴

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی پسندیدہ کتابیں اور اوراد و وظائف

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انگریزی دان اصحاب کو اکثر مولانا غلام قادر بھیروی[1] رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اسلام کی کتب کا مطالعہ کے لئے فرماتے اور بعض حضرات کو تفسیر مرادیہ[2]، مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، کشف المحجوب مکتوبات حضرات نقشبندیہ وغیرہ کوئی ایک کتاب تجویز فرماتے۔[3]

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں جب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے بتایا کہ روزانہ دُرود کبریت احمر، درودِ اکسیر اعظم، درود مستغاث، اسبوع شریف اور دلائل الخیرات پڑھتا ہوں تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ وظائف بہت اچھے ہیں۔ نیز فرمایا کہ تفسیر حسینی[4] اور معارج النبوت[5] کا مطالعہ کیا کرو، ان کے مصنفین عاشقانِ ذات محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔[6]

---

[1] حضرت مولانا غلام قادر ہاشمی بن مولانا غلام حیدر رحمہما اللہ تعالےٰ ۱۲۶۵ھ / ۹-۱۸۰۸ء میں بمقام بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد دین بگوی سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لئے مفتی صدر الدین آزردہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تکمیلِ علوم وغیرہ کے بعد لاہور تشریف لائے اور اونچی مسجد اندرون بھاٹی گیٹ میں خطیب مقرر ہوئے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپکو حضور غوث اعظم قدس سرہٗ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔ مولانا غلام دستگیر نامی نے بزرگانِ لاہور میں لکھا ہے کہ آپ قطبِ لاہور تھے۔ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء میں اورنٹیل کالج لاہور میں نائب اُستاد مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد بوجوہ آپ نے کالج سے استعفیٰ دیدیا۔ اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا آپ نے مختلف موضوعات پر بارہ کتابیں لکھیں،

(بقیہ صـ ۳۵)

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ اوراد فتحیہ چالیس دن تو دو بار روزانہ پڑھنا تاکہ طبیعت میں اثر پیدا کرے لیکن بعد میں صرف ایک بار ہی کافی ہے، یہ اوراد بڑے ہی بابرکت ہیں۔ ؎۱

(بقیہ حاشیہ ص۳۳) ان میں مشہور تصنیف اسلام کی گیارہ کتابیں دینی تعلیم کا بہترین نصاب ہے۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو وصال فرمایا اور بیگم شاہی مسجد لاہور میں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء ص ۱۵۱۔

؎۲ تفسیر مرادیہ، حضرت مراد اللہ انصاری سنبھلی نقشبندی قادری علیہ الرحمۃ کی تفسیر ہے۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے آخری پارہ کی تفسیر اپنے خرچ سے طبع کرا کر مفت تقسیم کی۔ (انقلاب الحقیقت ص ۸۹)۔

؎۳ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، انقلاب الحقیقت مطبوعہ لاہور ص ۸۸، ۸۹

؎۴ تفسیر حسینی حضرت ملا حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے فارسی زبان میں ہے۔
(انقلاب الحقیقت ص ۹۰)

؎۵ معارج النبوۃ، حضور علیہ السلام کی سیرت پر نہایت مبسوط کتاب ہے۔ فارسی زبان میں ہے۔ ہر قسم کے تاریخی مباحث اس میں موجود ہیں۔ ملا معین کاشفی الہرویؒ کی تصنیف ہے۔
(انقلاب الحقیقت ص ۹۶)

؎۶ سید شہرانت نوشاہی۔ کلمات قدسیہ۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ صفحہ ۲۰، ۲۲

؎۷ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی۔ انقلاب الحقیقت، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۸

؎ م ۹۰۰ھ

؎ م سنہ ھ

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ نے حاجی عبدالرحمٰن[1] علیہ الرحمہ کے ذریعے فرمایا کہ معارج النبوۃ اور مدارج النبوۃ[2] کا مطالعہ کیا کرو۔[3]

بے ادبوں کی اقتداء

مولانا غلام مہر علی (چشتیاں ضلع بہاول نگر) اپنی کتاب "دیوبندی مذہب" میں لکھتے ہیں۔ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ یکم ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ کو حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس شریف پر ۹ بجے کی گاڑی پر چشتیاں شریف تشریف لائے۔ آپ نے تین دن قیام فرمایا۔ میں بھی اور دیگر اراکین انجمن حزب الرسول چشتیاں تین دن تک حضرت کی محفل میں حاضر ہوتے رہے۔

۳ ذوالحجہ کی شب صوفی نور محمد، ساکن چک ۱۳ نہر مراد تحصیل چشتیاں، مرید خاص حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بوجہ شدت گرمی کے پنکھا ہلا رہے تھے تو انہوں نے عرض کی کہ حضور والا علمائے اہل سنت کہتے ہیں کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بے ادبوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ صوفی صاحب نے مزید وضاحت کے لئے دوبارہ عرض کی کہ حضرت اگر کوئی دیوبندی وہابی بظاہر بے ادبی نہ کرتا ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بزرگان دین

---

[1] خلیفہ مجاز حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[2] مدارج النبوت فارسی زبان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر جامع کتاب ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ (حاشیہ انقلاب الحقیقت ص ۹۱)

[3] صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، انقلاب الحقیقت، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۹۱

کے معمولات کو بدعت و شرک کہہ دیا کوئی تھوڑی بے ادبی ہے ؟ تو آج کل کون سا دیوبندی بے ادبی نہیں کرتا۔ [1]

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میاں غلام محی الدین نوشاہی ولد میاں غلام رسول، متولی و امام چھوٹی نورانی مسجد المعروف لوہاراں والی مسجد اندرون دروازہ ملکانہ شرقپور شریف بیان کرتے ہیں، کہ اعلیٰحضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت میری عمر بائیس سال تھی۔ اعلیٰحضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی سفر پر جاتے یا واپس تشریف لاتے تو اسی مسجد میں نفل ادا کرتے، کیونکہ یہ مسجد اُن کے گھر کے قریب تھی آپ اپنی مسجد میں شب معراج، شب قدر اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر چراغاں کرتے اور شیرینی تقسیم فرماتے۔ [2]

مذہب اہل سنت کا دفاع

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ علوم دینیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے تین مرتبہ آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا محمد عمر! جاؤ اور مذہب اہل سنت وجماعت کا دفاع کرو تمہیں کوئی بدمذہب شکست نہیں دے سکتا۔ تمہارا نام محمد عمر ہے۔ لہٰذا تمام عمر بھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نشر واشاعت میں لگے رہنا۔ مرشد گرامی کے ارشاد کی تعمیل آپ کی فطرت ثانیہ ہوگئی تھی۔ [3]

---

[1] غلام مہر علی، مولانا: دیوبندی مذہب، مطبوعہ کتب خانہ مہریہ چشتیاں ص ۴۶۱

[2] نور احمد مقبول بی۔ اے، خزینۂ کرم مطبوعہ لاہور بار اوّل ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔ ص ۱۷۸

[3] تذکرہ عاشق رسول حضرت مولانا صوفی اللہ دتہ مناظر اسلام علیہ الرحمہ" مرتبہ شہزاد احمد مطبوعہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ لاہور ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء ص: ۱۷

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے عقیدت مولانا محمد صابر نسیم بستوی لکھتے ہیں کہ شیخ وقت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کو خواب میں حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ السبحانی کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت کیا حضور! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا "بریلی میں احمد رضا" بیداری کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالےٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، واپس آکر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ سے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بتلاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔ [1] ملک حسن علی جامعی نے بھی اپنی کتاب "حیات جاوید" میں لکھا ہے کہ میاں صاحب قبلہ ایک دفعہ بریلی تشریف لے گئے تھے۔ [2]

مسئلہ تقلید حضرت مولانا محمد سعید شبلی قادری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۹۸۲ء مدفون ساہیوال) لکھتے ہیں کہ مجھے مسئلہ تقلید کے بارے میں تذبذب تھا کہ تقلید ضروری ہے یا نہیں؟ چنانچہ ماہ اگست سنہ ۱۹۲۰ء میں انجمن ارائیاں ہند، لاہور کے دفتر میں شرقپور شریف کے حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کی درخواست آئی تھی کہ یہاں ارائیں برادری کی اصلاح کے لئے کوئی عالم بھیجو، قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند، سیکرٹری نے شرقپور جانے کا مراسلہ دے دیا، بے حد خوشی ہوئی کہ حضرت والا درجت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔

جمعہ کا دن تھا، پہلی اذان کے وقت وہاں جا پہنچا، شوق تھا کہ حضرت میاں صاحب کی تقریر سنوں گا، مگر افسوس کہ حضرت صاحب نے تقریر پر کسی اور عالم کو کھڑا کر دیا نماز ہو چکی، حضرت میاں صاحب مکان کی طرف روانہ ہو گئے، کسی ایک سے مکان کا پتہ دریافت کیا، ان کے پیچھے روانہ ہوا، بازار میں کہیں نظر نہ آئے، وہ گلی جس میں مکان تھا، اس گلی کے درمیان جا رہے تھے۔ تیزی سے چل کر ملا، سلام عرض کیا، نام دریافت کیا تو

---

[1] محمد صابر نسیم البستوی، اعلیٰ حضرت بریلوی (مجدد اسلام) مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۶ء ص: ۱۳۵

[2] ملک حسن علی جامعی، حیات جاوید، مطبوعہ نوشاہی پبلشر شرقپور ۱۹۷۹ء ص: ۶۴

عرض کیا نام محمد سعید ہے، فرمایا بہت اچھا نام ہے، بیٹھک میں پہنچے، فرمانے لگے بیٹھو! خلاف ادب جان کر نہ بیٹھا، دوبارہ فرمایا۔ ایک اور شخص تھا اس نے کہا آپ بیٹھ جائیں ورنہ میاں صاحب مکان کے اندر چلے جائیں گے۔ یہ سن کر جوتا اُتارا اور بچھی ہوئی صف پر قدم رکھا، میاں صاحب نے ایسا ہی کیا اور ایک کتاب بنام "الانصاف" مؤلفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کا صفحہ ۶۸ نکال کر دے دیا کہ اس کو پڑھو، اس میں تقلید کا مسئلہ تھا، جب اسے پڑھا تو لکھا ہوا تھا "ہندوستان والوں کے لئے واجب ہے کہ حنفی مذہب رہیں"۔ [۱]

پسندیدہ نعتیں

حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو درج ذیل نعت بہت پسند تھی، اسی لئے آپ نے اسے "مرآۃ المحققین" میں درج کرایا تھا۔ یہ نعت شریف حضرت شاہ حسین بھورے والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ (مکان شریف) نے مدینہ شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر پڑھی تھی۔

ہستم سگِ جنابت یا سید المدینہ — جانم فدائے خاکت یا سید المدینہ
مسکین و مستمندم محزون و دردمندم — سوزندہ چوں سپندم یا سید المدینہ
در مرض حرص جانم شدہ مبتلا چنانم — چارہ از و ندارم یا سید المدینہ
بے حد گنہگارم جائے اماں ندارم — شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ
بہر دوا دویدم در حضرت رسیدم — چارہ دگر ندیدم یا سید المدینہ
ہستم سگِ سگانت مشتاق آستانت — مسکین بمدح خوانت یا سید المدینہ
خواہم ز تو ہدایت ہر دم کنم ثنایت — سر افگنم بہ پایت یا سید المدینہ

عرضِ حسین مسکین بپذیر یا شہ دیں
کن کرم حال ماہین یا سید المدینہ [۲]

---

[۱] مولانا محمد سعید شبلی، احسن الکلام فی فضائل الصلوٰۃ والسلام، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ ص: ۸۸

[۲] ماہنامہ نور اسلام شرقپور (اولیائے نقشبند حصہ دوم) شمارہ مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء ص ۳۱۲

صدیق یارِ غار عمر صاحبِ وقار　　یک خلق دیگراں ز جلالِ محمدی
عثمان با حیا ز حیائے عظیم شاں　　رمزے علی جواں ز مجالِ محمدی
اطہر حسن رضا رضائے محمدی　　دے کشتہ دشمناں ز نہالِ محمدی
واں غوثِ نامدار گیلان زاد شان　　حرفے جلی بیاں ز مقالِ محمدی
یا رب عطا کنی تو بعادل گدائے خویش　　یک جامِ ارغواں ز زلالِ محمدی

رَسُوْلُ اللّٰہِ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْکُلِّ !　　اِلٰی جِنٍّ وَّ اِنْسٍ مَا سِوَاہُ
بِکُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَۃٌ　　وَجُمْلَتُہَا مَجْمُوْعَۃٌ لِمُحَمَّدٍ

حُسنِ یُوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دل و جانم فدائیت یا محمد　　سرِ من خاکِ پائیت یا محمد

ز مہجوری بر آمد جانِ عالم　　ترحّم یا نبی اللہ ترحّم !
ز محرومان چرا فارغ نشینی !　　نہ آخر رحمۃ للعالمینی

عرش است کمیں پایۂ ز ایوانِ محمد　　جبریلِ امیں خادم و دربانِ محمد
آں ذاتِ خداوند، کہ مخفی و نہاں بُود　　پیدا و نہاں گشتہ بجثمانِ محمد

گر نہ بودے ذاتِ پاکت را وجود
کُن نہ گفتے خالقِ ارض و سماء

منم خاکِ سرِ کوئے محمدؐ — اسیرِ حلقۂ موئے محمدؐ
نمازِ عشق ہر دم مے گزارم — بہ پیشِ قبلۂ روئے محمدؐ
سجودِ عشق بازانِ است ہر دم — بہ محرابِ دو ابروئے محمدؐ
اگر چشم بہر روئے است مائل — بود روئے دلم سوئے محمدؐ
جہانے در خیالِ لیلۃ القدر — حسنؔ در بندِ گیسوئے محمدؐ

نعت

محمدؐ پہ حق نے وہ قرآں اُتارا — نہ اُترے گا جو تا قیامت دوبارا
وہ مخفی جو تھا علم سینہ بہ سینہ — محمدؐ نے سب پر کیا آشکارا
محمدؐ کا رستہ نہ چھوڑو عزیزو — وہی راہنما ہے ہمارا تمہارا
محمدؐ کی مداح دُنیا ہے ساری — محمدؐ کا وصّاف عالم ہے سارا
مطیعِ محمدؐ مطیعِ خدا ہے — خدا کا ہے پیارا محمدؐ کا پیارا
محمدؐ کی ہے ذات دریائے رحمت — وہ ڈوبا، کیا جس نے اُس سے کنارا
محمدؐ ہے پشت و پناہِ غریباں — وہی ہے فقط عاجزوں کا سہارا
نہیں جو کہ سائل محمدؐ کے گھر کا — وہ پھرتا رہا در بدر مارا مارا
محمدؐ نے کی اُس کی مشکل کشائی — محبت سے جس نے اُسے جا پکارا

تری حاجتیں سب بر آئیں گی سرورؔ
رسولِ خدا جب کریں گے اشارا

نعت

زرحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ — فقیرم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہ
زبوئے زلفِ مشکینت بسر سودائے خوش دارم — بہ ذوقِ تیغِ ابرو جاں نثارم یا رسول اللہ

فتادہ در الم تا آتشِ سوزانِ عشق تو سپیدم شعلہ ام بر تسم شرارم یا رسول اللہ
جمالِ خود نُمامرہم بند بر زخمہائے دِل زہجرت سینہ ریشم دِلفگارم یا رسول اللہ
مرا تا چند داری در بلائے ہند سر گرداں سُوئے یثرب ببر مشتِ غبارم یا رسول اللہ
ہمہ تن غرق دریائے گناہم اے شفیع من بجز تو نیست کس رد زِ شمارم یا رسول اللہ
دم آخر نمائی جلوۂ دیدار طالب را
ز لطفِ تو ہمیں اُمید دارم یا رسول اللہ

نعت

خطِ سبز ولبِ لعل و رُخِ زیبا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات حُسنِ یُوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
تا تبسّم نکنی عقل نہ گوید ہر گز کاندریں آبِ خضر لُولُوئے لالہ داری
عقل و دین و دل و جاں بُردی و ہم صبر و قرار
دیگر از خسرو بیدل چہ تمنّا داری

نعت

یا محمد ہست قرآں رُوئے تو مدِّ بسم اللہ خط ابرُوئے تو
قامتِ تو فوجِ وحدت را نشاں تیغ قتلِ ماسوا ابرُوئے تو
سجدہ گاہے معنی آگاہان راز طاقِ محراب از خم ابرُوئے تو
دستِ تو درماندگان را دستگیر ناخُدائے بیکساں بازُوئے تو
جلوہ گاہے شاہد وحدت دلت معدنِ نور ہدائے پہلُوئے تو
بُلبلاں بر شوق رؤیت نعرہ زن گُل گریباں چاکِ رنگ و بُوئے تو

اے شفیعِ رحمتہ العالمین چشمِ اُمیدِ دو عالم سوئے تو

عالم از سیرِ گلستانِ ارم!
پائے در زنجیر بہ در کوئے تو

نعت

نسیما جانبِ کوئش گزر کن | بگو از نازنین شمشاد مارا
بہ تشریفِ قدومِ خود زمانے | مُشرف کن خراب آباد مارا
کہ بے تشریفِ تو اسبابِ شادی | نشاید خاطرِ ناشاد مارا

نعت

وصلی اللہ علیٰ نورے کز و شد نورہا پیدا | زمیں از حبّ او ساکن فلک در عشق او شیدا
محمد احمد و محمود ویرا خالقش بستود | ز و شد جود ہر موجود ز و شد دیدہا بینا
اگر ذاتِ محمدؐ را نیا وردے شفیعِ آدمؑ | نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و شوکت | نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں یدِ بیضا
دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند | دو زلفِ عنبرینش را چو واللیلِ اِذَا یغشیٰ

زشرحِ سینۂ اش جامیؔ الم نشرح لک برخواں
زمعراجش چہ میخوانی کہ سبحانَ الّذی اسریٰ

پیش از شاہانِ غیور آمدہ! | ہر چند کہ آخر بظور آمدہ
اے ختمِ رُسل قربِ تو معلوم شد | دیر آمدہ زراہِ دُور آمدہ!

محمدؐ کی اُمت کو بخشی خدا نے　　وہ جنت صفت جس کی مُلکاً کبیرا
مکاں موتیوں کے حسین حور و غلمان　　ہوا ٹھیک شمساً و لا زمہریرا
محمدؐ کا معبود سبحان اکبر
فصلوا علیہ کثیرا کثیرا

مرحبا سید کی مدنی العربی　　دل و جان باد فدائت چہ عجب خوش لقبی
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم　　اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر　　اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را　　زانکہ از آدم و عالم چہ کہ عالی نسبی!
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبحیات　　رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی!
شبِ معراج عروج تو زافلاک گذشت　　بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی!
ذاتِ پاک تو کہ در ملک عرب کردہ ظہور　　زاں شدہ آمدہ قرآن بزبان عربی
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز دام　　زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی
نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم　　زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی
عاصیانیم ز ما نیکیئے اعمال مپرس　　سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی
بردرِ فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز　　رومی و طوسی و ہندی و مدنی و عربی
سیدی انتَ حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ پیشِ تو قدسی پے درماں طلبی

محمد باعثِ کل آفرین است　　محمد مہبط روح الامین است
محمد رونقِ فرشِ زمین است　　محمد جالسِ عرشِ بریں است ۱؎

۱؎ محسن علی جامعی بی۔ اے: حیاتِ جاوید، طبع دوم مطبوعہ نوشاہی پبلشرز شرقپور ۱۹۷۹ء ص

یا اللہ   یا محمد

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریمؐ

قطب العالم

مجدد طریقت مجمع البحرین جذب و سلوک

حضرت میاں **شیر محمد** شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات

مع

عکس تحریرات

از

فقیر ناچیز فضل احمد یکے از غلامان قبلہ عالم محبوب الٰہی

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیکھ رہتی ہیں اسے شوق کی آنکھیں ہر دم
اک ملی تھی جو کبھی آپ کی تحریر مجھے

اولیاء اللہ کی ہر چیز تبرک اور یادگار ہوتی ہے۔ آج ہم آپ کے سامنے ایک نہایت مبارک یادگار پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ یہ ہے قطب العالم حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریروں کا عکس۔ حضرت حکیم محمد اسحاق صاحب حضور کے مخلص محب اور مریدھیں ان کے پاس آٹھ صفحات پر مشتمل ایک کاپی ہے اس میں حضرت اعلیٰ رح نے ''ایک سی حرفی''، دو نعتیں اور ایک غزل حضرت شمس تبریز رح کی اپنے قلم سے لکھی۔

بھلا ہو ہمارے مستری محمد صدیق صاحب راجگڑھ والوں کا جن کی کوشش سے یہ حرزجان ہمارے پاس پہنچا۔ ہم نے اس تحریر مبارک کو فوٹو آفسٹ سے طبع کرایا۔ آج وہی عکس تبرک کے طور پر آپ کے سامنے ہے۔ حالات طیبہ کے ساتھ اس عکس کا جوڑ قدرتی جوڑ کی طرح موزوں ہے آپ پڑھیں اور صاحب حال کے فیض سے مستفیض ہوں۔

ناچیز فضل احمد

ادارۂ تصوف، احمد پارک
موہنی روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف اول حمد اللہ دا　　مالک ملک سبھی بادشاہ دا
بھیجیا سوہنا سوہنڑاں ہر راہ دا　　کارن خلقت اوگن ہاری
یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ ہزاری

ب بردہ میں تیری در دا　　ایہو عرض تسانوں کردا
کیوں کیتوئی ساتھیں پردا　　جا دیکھا گھر اکواری
یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ ہانواری

ت توہیں پایا بہار الٰہ　　کل عالم دیا سردارا
کیئو ستیو تاں مہانا　　نا کر ڈھولن نیند پیاری
یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ واری

ث ثابت دین محمد ایہو دین متین محمد　　مینوں الیقین محمد جاپے ایتھے ہن تے چاری
یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ واری

ج جان کر انعر بانی اوہ جاک لبر مرنا دا جانی   سو متوں لا ہو برجا یمانی ساری خلقت دیکھ بار ہی

یا رسول اللہ کر یاری صلے اللہ تیتوں لکہ واری

ح حال تیں پیچھہ ضرور کنہا یار تیری مجوری   ناہیں سہنبد امیں ایڈی دوری نام اللہ کر کا رہی

یا رسول اللہ کر یاری صل اللہ تیتو لکہ ہزاری

خ خواب وچ آمل سا جکیر ملدا نانیں آنکہا   دیہہ عجبیدہ الٰہ نوں لطف نظارہ ودیندا یا نوں نال گزری سارے عمران

یا رسول اللہ کر یاری صلے اللہ تیتو لکہ ہزاری

د دیوے بیں پیار جی چنگے بند طالع میری   وسند رو ضے ڈی میر اسر دیندا حشمان نال بہاری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تیتو لکہ ہزاری

ذ ذات صفات الٰہی وچہ اسم تیر سونہا ہا ہر   مولے دی تیتوں بادشاہی عالم دی سر دی

یا رسول اللہ کر یاری صل اللہ تیتو لکہ ہزاری

ر رحمت دے دریا ہیں آیا عاجزاں دا ملجا ہیں   تو شفیع الامم مصطفیٰ ہیں کر چا میری ستنگاری

یا رسول اللہ کر یاری صل اللہ تیتو لکہ ہزاری

ز ظہور تیڈے جمال دے جہا تیتو کیتی اللہ کر مہربانی   تو محمد ہیں دلبر جاتیتں تیہے ہو یا کر ستاری

س سینے اتی چھریاں تیرے ہجر ہیاں گیاں پار   بکھر گیاری اندر دریا جاندا جگر میرے نوں پاڑی

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لگدی واری

ش شرم میری سب تیرے نیناں توں کیس ساوا کینوں   تیں جیہا نہیں ہور کوئی ویہڑا پایا سجن سلطانی

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لگدی واری

ص صبر قرار نہ آوے جیہڑا یار نہ آیا پیاس پاوے   ہے بیمار میں اویدے ہے ویکھیں نام اللہ دی کر کر گئی

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لگدی یاری

ض ضامن ہے محبوب الٰہی تیرا نام ہے سوہنا ماہی   تینوں لولاک دی بادشاہی ہے جبر حلیمہ دی گاری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لگدی واری

ط طلب مدینے دی میں آں در تیری   ماریا ہاں تمہیں ہجر ہے بیجدی مٹی ہے نیچ میرے نیا بکاری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لگدی یاری

ظ ظاہر باطن روشنیاں صفت تیری ہے رب قربانی   طیبہ دیس بعید آئی منزل بخشے ہاں رب میری دا اولیا

یا رسول اللہ

غ عاشق صادق حضور بارگاہ عزت دیویں توں پوری   آ محبوب تو بو نیچ حرم دی البت جنت میرے زاری

یا رسول اللہ

غ غفلت گرائی ہے خبر ناہندہ رائی   میری یار بنی تو ماہی جند دوں سے نبی حجت بیماری

یا رسول اللہ

ف فیض خیال آوے کیوں تیری صفت سنیاوے   جسنو رب دی سداوے یو سجاول کر دیاں تاں رب غفاری

یا صلی اللہ

ک کمن بو بند یار کینان انجون تھینس مر یاز سجن کو ان جو لیان نینان سیون ان چینان ڈھا

ق قسمت پوری عشق گمائی جبر صبری یار رسول الله یا حضرت محمد حضوری لو بہ یا گذری عمر ساری

ل لادین ہیرا بر پرا عشق لوڈن دلوچ تیرا یار رسول الله یا محمد اگر ہیرا مدد میر بار جار یاری

م مہنجے کرو مہربانی یا محمد دلبر جانی یار رسول الله مین بیر مہو یا تقبل رحمانی مہنجے رحم کرو بکھواری

ن نرم کرو دلمیں اپنے افضل دنیال کنیرا یار رسول الله شیطان کمنا گمس بدر دشمن ور کرو بکھواری

و ورد جو تیرا ماوی انشاء الله جنت جاوی یار رسول الله اوستہا غ بہار آبادی مہو بخت اوہمو سرداری

ھ حب محمد تیری والدین کوری جالی ہوری یار رسول الله مہنوں آن ملو یر مہنجے آب کرو دلداری

ل لگا ان ہیر تو مہں کر بگانہ بیری یار رسول الله میری دور کر سبب جیری دید دار مہنو بکھوار

ء الف اول حمد الہی سو قتی دشاہی یار رسول الله تو محمد منزل الہی ہیرت بنوت تہنجی آہی

ی یاد کرو الله تائیں الله حبیب خلقائید یاری یار رسول الله یارب نال ایمان لیجائیں کلمہ کری نعت جاری

یا رسول الله کر یاری صلی الله تنہنو لکھ ہزاری

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آله الطیبین واصحابه المطہرین

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ عرصہ سے بعض لوگ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ تأثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ آپ علمائے دیوبند کو اچھا سمجھتے تھے لہٰذا ان کے معتقدین کو بھی انکے طرز عمل کو اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ اپنی تائید میں "خزینۂ معرفت" طبع اوّل کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک میاں صاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا، آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے بعدازاں آپ نے بندہ (صوفی محمد ابراہیم) سے فرمایا شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دیوبند میں صرف چار نوری وجود ہیں ان میں ایک شاہ صاحب ہیں۔"[1]

---

[1] خزینۂ معرفت، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۸۳ء ص ۳۸۴

قارئین کرام! کی خدمت میں گزارش ہے کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کے مریدین و معتقدین، علمائے دیوبند کو اسلئے اچھا نہیں سمجھتے کہ علماء دیوبند کے اکابرین نے اللہ جل جلالہٗ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں ناپاک خیالات کا اظہار کیا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے متعلق زبان دراز کی اور ختمِ نبوت کا انکار کیا۔ لہ ایسا معاملہ ہونے کے بعد علماء دیوبند کے ساتھ رواداری برتنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو مولوی انور شاہ کشمیری اور مولوی احمد علی لاہوری نے علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات دکھائی ہوں اور اُن کے بارے میں دریافت کیا ہو کہ یہ عبارات کیسی ہیں اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے جواب میں فرمایا ہو کہ یہ اسلامی عبارات ہیں۔ ہاں البتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ مولوی انور شاہ کشمیری اور مولوی احمد علی لاہوری بڑی ارادت سے شرقپور شریف حاضر ہوئے اور تمام وقت خاموشی سے بیٹھے رہے۔

حضرات اولیاء اللہ "تخلقوا باخلاق اللہ" کے مصداق ہوتے ہیں اور مظہرِ صفاتِ الٰہیہ ہوتے ہیں لہٰذا آپ نے اخلاقاً اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا

لہ تفصیل کے لیے - (۱) الحق المبین از علامہ سید سعید کاظمی قدس سرہٗ

(۲) التبشیر برد التحذیر از علامہ کاظمی قدس سرہٗ

(۳) التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ از علامہ کاظمی قدس سرہٗ

نوٹ: یہ تینوں کتابیں مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال سے دستیاب ہیں۔

تو یہ فقراء کا طریقہ ہے۔ علمائے دیوبند میں اگر جرأت ہے تو یہ ثابت کر دیں کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے علمائے دیوبند کے عقائد معلوم ہونے کے بعد اُن کی عزت و تکریم کی ہو۔ دراصل دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء کی یہ عادت ہے کہ جہاں اہلِ سنّت حضرات کی اکثریت ہو وہاں اپنے عقائد کو چھپا لیتے ہیں۔ اور وہ اپنی اس عادت سے مجبور ہیں۔ قارئین کرام میں سے اکثر حضرات کو اس کا مشاہدہ ہوا ہوگا۔

ثبوت نمبر۱ حضرت پیر عبدالغفار شاہ کاشمیری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ[۱] (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) کی وفات کے بعد پہلے عُرس پر آپ

[۱] حضرت پیر محمد عبدالغفار شاہ ابن پیر احمد شاہ ابن پیر مصطفٰی شاہ (قدست اسرارہم) شیخ مسعود نمروری علیہ الرحمہ (مدفون محلہ نرورہ سری نگر مقبوضہ کشمیر) کی اولاد سے تھے۔ آپ کے دادا حضرت پیر مصطفٰی شاہ کشمیر سے حج کے لئے گئے واپسی پر ضلع ملتان کے ایک ویرانہ میں قیام کیا۔ یہ جگہ آپ کے قدم کی برکت سے آباد ہو گئی اور یہاں چک نمبر ۱۵۷/۱۵۔ ایل کی بنیاد رکھی گئی۔ اسی چک میں آپکا مزار مرجعِ خلائق ہے۔ پیر عبدالغفار شاہ اسی چک میں متولد ہوئے۔ ابھی آپ گیارہ برس کے تھے کہ آپ کے والد لاہور تشریف لے آئے۔ پیر عبدالغفار شاہ نے لاہور ہی میں علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ لاہور ہی میں سادات گھرانے میں شادی ہوئی۔ دو برس بعد اہلیہ انتقال کر گئیں۔ آپ نے باقی عمر تجرّد میں گذاری۔ ایک فرزند پیر محمد اشرف شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آپ کی یادگار تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک تھے۔ لاہور میں مسجد حنفیہ تکیہ سادھواں کے امام و خطیب رہے۔ آپ تمام عمر درود شریف کے مجموعے شائع کر کے مفت تقسیم کرتے رہے۔ درود شریف کے موضوع پر دُنیا کے کسی خطے میں کسی تصنیف کا پتہ چلتا تو اسے ہر قیمت پر حاصل فرماتے۔ آپکی قلمی تالیف "خزائن البرکات" جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد صحیح بخاری مکمل جتنی بنتی ہے یہ کتاب دُنیا کے نوادرات میں سے ایک ہے۔ نہایت خوش خط، متوسط قلم، خوبصورت ورق اور مضبوط جلد ہے۔ کاش کوئی اہلِ ثروت

بقیہ ص۵۴

کے عزیز مولوی انور شاہ کاشمیری (سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند و ڈھابیل) بھی شریک ہوئے، جب تقریر کے لئے اُٹھے تو لوگوں نے نعرۂ رسالت بلند کر دیا چونکہ شاہ صاحب دیوبندی مکتبۂ فکر کے قریب تھے اور لاہور کے عوام کا خیال تھا کہ آپ "یا رسول اللہ" کہنے کے منکر ہیں۔ شاہ صاحب نے اس نعرہ کا انداز سمجھ کر فرمایا! لاہور والو میرا عقیدہ نہ پرکھو میں اس سرزمین (کشمیر) سے تعلق رکھتا ہوں جہاں کی قبریں بھی یا رسول اللہ کہتی ہیں۔ شاہ صاحب کی تقریر سن کر موحدین لاہور کو بڑی مایوسی ہوئی اور دیوبند کے نوری وجود کا یہ خطاب بڑا حیران کن تھا، بلکہ مولوی عبدالواحد (وہابی) خطیب مسجد چینیانوالی لاہور نے تو یہانتک کہہ دیا کہ پیر عبدالغفار کی موت سے جو بدعت ختم ہوگئی تھی، انور شاہ کے طرزِ عمل نے پھر زندہ کر دی۔ [1]

(بقیہ حاشیہ صد) جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی نصیب ہو اس کی اشاعت کا اہتمام کرے۔ اس مہنگائی کے دَور میں اس کی ایک جلد پہ ایک لاکھ روپیہ خرچہ ہے۔ نامور مورخ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ فرماتے ہیں کہ آپ نے پوری زندگی دُرود شریف پڑھنے کیلئے وقف کر دی تھی آپ خزائن البرکات محررہ ۱۳۳۸ھ کے عربی دیباچہ میں فرماتے ہیں:

للناس شغل ولی شغل فی تصور النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کسی کا کوئی شغل ہے اور کسی کا کوئی مگر میرا شغل ہر وقت تصورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ؎

بود در جہاں ہر کسے را خیالے!

مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد

۱۷ جمادی الآخر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء کو لاہور میں وصال فرمایا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:۔ نقوش لاہور نمبر، گلزار رحمانی مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور۔

[2] اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۴۴

[1] ..... ماہنامہ اشرف لاہور، شمارہ اکتوبر ۱۹۲۳ء ص ۲۲

راقم[1] ماہِ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ میں حضرت حکیم اہلِ سنّت حکیم محمد موسیٰ چشتی نظامی امرتسری ثم لاہوری مدظلہ العالی سے شرف ملاقات کے لئے لاہور آپکے مکان پر حاضر ہوا تو آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ میرے اُستاذ مکرم و محترم حضرت مولانا محمد عالم[2] آسی امرتسری قدس سرہٗ نے مجھے بتایا تھا کہ مولانا پیر غلام مصطفےٰ قاسمی امرتسری علیہ الرحمۃ (م یکم محرم ۱۳۵۲ھ / ۲۶ اپریل ۱۹۳۳ء) اور حضرت مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری علیہ الرحمۃ (محشی مکتوبات امام ربانی[3]) کی وفات کے بعد ان دونوں حضرات کے ختم چہلم پر مولوی انور شاہ صاحب کشمیری (المتوفی ۳ صفر ۱۳۵۲ھ) امرتسر آئے تھے۔

---

[1] خلیل احمد

[2] حضرت مولانا محمد عالم بن مولانا عبدالحمید بن مولانا غلام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ موضع راگھو سیداں ضلع گوجرانوالہ میں ۸ شعبان ۱۲۹۸ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد لاہور کے دارالعلوم نعمانیہ میں علوم متعارفہ کی تحصیل کی۔ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں امتیازی نمبر حاصل کیے اور وظیفہ کے مستحق قرار پائے۔ حکیم حاذق اور زبدۃ الحکماء کی سندات حاصل کیں۔ فراغت کے بعد دارالعلوم نعمانیہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ لاہور سے امرتسر پہنچے اور مدرسہ نصرۃ الحق میں ادب کے اُستاد مقرر ہوئے۔ پھر ایم۔ اے۔ او ہائی سکول عربی کے اُستاذ مقرر ہوئے۔ ایم۔ اے۔ او کالج جاری ہوا تو اُس میں پروفیسر مقرر ہو گئے۔ اور یہیں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ سنی تلامذہ میں صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی علیہ الرحمۃ (سرگودھا) ڈاکٹر پیر محمد حسن ایم اے، پی ایچ ڈی، سابق شیخ الادب جامعہ اسلامیہ بہاولپور (اسلام آباد) علامہ غلام محمد ترنم امرتسری علیہ الرحمۃ (لاہور) فخر الاطباء حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری علیہ الرحمۃ (لاہور) دیوبندیوں میں عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی محمد حسن امرتسری، آزادوں میں ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی حکیم فیروز الدین طغرائی، علامہ عرشی امرتسری، حکیم محبوب عالم، آغا خلش کاشمیری وغیرہ

بقیہ ص ۵۶

[3] حضرت مولانا نور احمد نقشبندی مجددی امرتسری ابن حکیم شہاب الدین پسروری مرید مجاز حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی مجددی دہلوی سجادہ نشین حضرت مرزا جان جاناں (متوفی ۱۳۴۱ھ) کے تھے۔ ۱۳۴۸ھ میں وصال فرمایا۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۳۴ مطبوعہ کراچی۔)

ثبوت نمبر ۲ حضرت خواجہ پیر محمد زین الدین حنفی چشتی نظامی قدس سرہٗ[1] (ترگ شریف ضلع میانوالی) اپنی مبارک تصنیف "نجم الہدیٰ فی مسئلہ حیاۃ مصطفےٰ" میں مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی کتاب عرف شذی شرح ترمذی کی ایک عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری نے یکم مارچ ۱۹۲۷ء کو میانوالی شہر میں جو تقریر کی تھی اس میں میں خود موجود تھا۔ اُنہوں نے کہا تھا کہ مقام مدح میں یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام تمام غیب جانتے ہیں کوئی حرج نہیں اور اپنا قصیدہ ہمہ دانی بھی پڑھا۔ یہ قصیدہ سن کر تمام وہابی ہکا بکا رہ گئے اور ان کو منہ کی کھانی پڑی اور مولوی نعیم الدین[2] لدھیانوی کے ذریعے اپنی موجودگی میں اسی جلسہ میں مولوی حسین علی واں بھچرّی نے اعلان کرایا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور علیہ السلام کو علمِ کُلی یعنی تمام مغیبات کا علم دیا گیا ہے تو اس کو میں کافر و مشرک نہیں کہتا اور نہ کہنا چاہیے۔ انتہیٰ

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کو جماعت وہابیہ نے پُر زور اپیل کی کہ جو علم کلی حضور علیہ الصلوٰۃ کے قائل ہوں ان پر کفر کا فتوےٰ لگایا جائے، لیکن مولوی انور شاہ کشمیری نے صاف انکار کر دیا، اگرچہ مولوی انور شاہ صاحب مولوی حسین علی واں بھچرّی

(بقیہ صہ ۵۵) نامور ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں الکاویہ علی الغاویہ (ردِّ مرزائیت میں بزبان اُردو معروف ہے)، حضرت شاہ عبد اللہ ابوالخیر مجددی دہلویؒ سے بیعت و مجاز تھے۔ آپ نہایت نیک متقی متورع و صوفی بزرگ تھے۔ ۲۸ر شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۸ر اگست ۱۹۴۴ء کو وصال فرمایا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے تذکرہ آسی و تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد کانپوری)

[1] حضرت خواجہ زین الدین چشتی نظامی قدس سرہٗ شعبان المعظم کی پندرہویں شب مکھڈ شریف (ضلع اٹک) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد پیر طریقت حضرت غلام محی الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مکھڈ شریف سے حاصل کی۔ بعد ازاں قصبہ غور غشتی نزد حضرو (ضلع اٹک) میں مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ سے ترمذی شریف اور دیگر کتب حدیث دفعۃً پڑھتے رہے۔

---

[2] (محمد نعیم) بقیہ صہ ۵۷

کے بُلائے ہوئے تھے ، ہاں مجھے یاد آیا مولوی نعیم الدین لدھیانوی کے ذریعہ (مولوی حسین علی نے) یہ اعلان بھی کرادیا کہ علمِ جزئی کے قائل علمِ کلی کے مسلک رکھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کے دیوبند روانہ ہو جانے کے بعد دوسرے دن مولوی حسین علی پوستین پہنے ہوئے ایک چھوٹے سے بے رونق مجمع میں مولوی انور شاہ کشمیری کی تردید کر رہا تھا جن کو اس نے خود بلوایا تھا۔ ۱

(بقیہ حاشیہ ص۵۶) وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر مکھڈ شریف آگئے اور علوم باطنی کے حصول میں مشغول ہو گئے ، حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ سے خلافت ملی۔ پھر آپ نے مکھڈ شریف سے ہجرت کر کے ترگ شریف ضلع میانوالی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ یہاں سلسلہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے مختلف اوقات میں تحریک مدح صحابہ ، تحریک پاکستان ، تحریک جہاد کشمیر ، تحریک ختم نبوت میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ آپکو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ دینی کتب سے عشق کی حد تک محبت کرتے جس کا ثبوت آستانہ عالیہ ترگ شریف میں آپکا بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ اس کتب خانہ کی ایک ایک کتاب آپ نے دور دراز کے سفر کر کے حاصل کی ہے۔ حج کے دوران مدینہ منورہ یونیورسٹی میں تشریف لے جاتے اور نادر نسخے نقل کر کے اپنے ساتھ لاتے۔ عقائد اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت میں ہمیشہ سرگرم رہتے۔ آپ جہاں بھی جاتے محفل میلاد کا انعقاد ضرور فرماتے دوران حج بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کثرت سے محافل میلاد منعقد فرماتے۔ آپ نے سات حج کئے۔ پہلا حج حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ کی معیت میں کیا۔ آپ سچے عاشق رسول تھے۔ آپ کے چہرہ کی نورانیت ایسی تھی کہ جو بھی ایک مرتبہ زیارت کرتا حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتا۔ آپ نے تبلیغی مصروفیات کے باوجود کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں توحید خالص اور نجم الہدیٰ علم و عرفان کا بہترین شاہکار ہیں۔ نجم الہدیٰ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ اس تصنیف میں میرے پچیس برس صرف

۱ے محمد نعیم) بقیہ ص۵۹

اسی واقعہ کو مولوی سرفراز گکھڑوی کے بھائی مولوی عبدالحمید سواتی (دیوبندی) نے مولوی قاضی شمس الدین (ہری پور ہزارہ) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

"ایک دفعہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہٗ میانوالی تشریف لائے ان کے ہمراہ مولانا مغیث الدین شاہ صاحب تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب حضرت (انور شاہ صاحب) نے مسائل مولانا مرحوم (مولوی حسین علی) کے مزاج کے مطابق بیان نہ کئے تو مولانا نے فرمایا کہ "شاہ صاحب رڑے تے نہیں چڑھے" یعنی بات کھل کر صاف نہیں کی"۔ [۱]

(بقیہ حاشیہ ص۵۷)

ہوئے اور میں نے دو مرتبہ اس کتاب کو روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جالی مبارک کے سامنے پیش کیا۔ خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔ الحمد للہ! آپ زندگی کے آخری ایام میں کراچی کی ایک مسجد تجلّیٔ نور کلاسنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور کراچی ہی میں ۲۲/ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ / ۲۳/ نومبر ۱۹۷۸ء کو وصال فرمایا۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

ش ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ ص ۱۴-۱۵

۲ خواجہ پیر محمد زین الدین، نجم الہدیٰ - مطبوعہ ترگ شریف ۱۹۷۷ء ص ۱۱۰

۱ فیوضاتِ حسینی، مطبوعہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ۱۳۸۷ھ ص ۹۴

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد حسین شوقؒ رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث

ثبوت نمبر ۳ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں ضلع میانوالی اپنی تصنیف "ایضاح الادلۃ لجواز ما اہل" میں اپنے والد ماجد شیخ المعقول والمنقول حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی علیہ الرحمہ اور مولانا احمد خان آف کھولہ (بانی خانقاہ سراجیہ ضلع میانوالی) کے مابین ایک مسئلہ "ما اہل بہ لغیر اللہ" پر گفت گو تحریر فرماتے ہیں کہ والد ماجد قبلہ نے مولانا احمد خاں صاحب سے دریافت کیا جو جانور اولیاء اللہ کی نذر کئے جاتے ہیں بوقت ذبح اُن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو وہ حلال ہیں یا حرام ہیں؟

جواب میں حضرت مولانا احمد خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری جلسہ میانوالی کے بعد میری دعوت پر یہاں تشریف لائے (میانوالی میں جلسہ مولوی حسین علی سکنہ واں بھچراں نے اہل سنت وجماعت پر کفر کا فتوے لگانے کے لئے بلایا تھا لیکن ع "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" مولانا انور شاہ کشمیری نے اہل سنت کو فتویٰ کفر سے نہ نوازا جس پر مولوی حسین علی کچھ ایسا دل برداشتہ ہوا کہ مولانا انور شاہ کشمیری کو واپسی کے کرایہ سے بھی ہاتھ دھونے پڑے،

۱۔ فاضل اجل مولانا محمد حسین شوق علیہ الرحمۃ بن علامہ غلام محمود علیہ الرحمہ ؒ ۲م یکم اگست ۱۹۱۰ء میں بستی وانڈھ محمد خان نزد پپلاں (ضلع میانوالی) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اکثر علوم والد ماجد سے پڑھے۔ بعض کتب مولانا ولی اللہ گجراتی اور بعض مولانا غلام رسول انہوی سے پڑھیں اس کے علاوہ مولانا مہر محمد (جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور) سے بھی پڑھا۔ مدرسہ امینیہ دہلی سے دورہ حدیث کیا۔ دیوان ابن فارض حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ سے پڑھا اور آپ سے ہی بیعت ہوئے۔ آپ علوم وفنون کے بہت بڑے فاضل تھے۔ آپکا وصال بروز جمعرات ۲ صفر ۱۴۰۶ھ / ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو صبح کے وقت ہوا۔ آپ کے صاحبزادے علامہ ریاض محمود مدظلہ آپ کی وفات کے بعد برطانیہ سے پاکستان آگئے اور جامعہ محمودیہ کے منتظم ہیں۔ آپ کی

بقیہ صفحہ ۶۰

مولانا احمد خاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی فضل کریم بندیالوی دیوبندی نے جو سایہ کی طرح مولانا انور شاہ کشمیری پر مسلط تھے دریافت کیا کہ جو جانور لوگ خانقاہوں پر آکر چھوڑ جاتے ہیں یا ذبح کرتے ہیں اور وقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے وہ حلال ہیں یا حرام؟ جو الفاظ مجھے یاد ہیں میں نقل کرتا ہوں۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے فرمایا تعظیم قبور انبیاء عظام و اولیاء کرام ثابت ہے، یہ الفاظ آپ کے منہ میں تھے مکبّر نے عصر کی نماز کے لئے تکبیر شروع کر دی۔ آخر الامر نماز ختم کر لینے کے بعد مولوی فضل کریم بندیالوی نے پھر اپنا سوال دہرایا تو مولانا انور شاہ کشمیری نے فرمایا حلال ہیں حرام نہیں ہیں۔ [1]

ثبوت نمبر ۲ حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی[2] رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعمانیہ (ٹکسالی دروازہ، لاہور) میں صدر مدرس تھے، انہوں نے حضرت میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ کا بڑا چرچا سُنا تھا پھر یہ بھی پتہ چلا کہ امام المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب الوری قدس سرہٗ ان کی ملاقات کے لئے گئے تھے واپسی پر ان سے بھی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سُنی تو زیارت کے شوق سے شرقپور پہنچ گئے۔ مشتاقان زیارت پہلے سے موجود تھے یہ بھی بیٹھ گئے۔ مفتی صاحب نے اس سے پہلے میاں صاحب کی زیارت نہیں کی تھی۔ چنانچہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) تصانیف میں السیف البارق، النور الضیاء، افضل الصلوٰۃ، ایضاح الادلۃ، ظہور الشفق، البیان الواضح اور علم میراث کا اشتہار مشہور ہیں۔ (تعارف علمائے اہل سنت مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۲۸۴) (مکتوب مولانا نعمت اللہ، جامعہ محمودیہ پپلاں (میانوالی) بنام راقم خلیل احمد)

[1] محمد حسین شوق، مولانا۔ ایضاح الادلۃ لجواز ما اہل: مطبوعہ پپلاں ضلع میانوالی ص ۴، ۵

[2] حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۶ء میں مقام ادگرہ تحصیل مانسہرہ (ہزارہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، اس کے بعد شوق علم میں

بقیہ صفحہ ٦١

جب میاں صاحب تشریف لائے تو اُنہوں نے سمجھا کہ شاید کوئی درویش ہوں گے۔ میاں صاحب نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں اور کیا شغل ہے؟ مفتی صاحب نے بتایا کہ لاہور سے آیا ہوں اور جامعہ نعمانیہ میں پڑھاتا ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کیسے آئے ہو؟ بتایا کہ قبلہ میاں صاحب کی قدم بوسی کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا میاں صاحب سے مل کر کیا کرو گے تم خود عالم ہو تمہیں فقیروں سے ملنے کی کیا ضرورت ہے؟ مفتی صاحب نے غصّہ میں پوچھا کیا فقیروں کو ملنا گناہ ہے؟ پھر میاں صاحب نے فرمایا مولوی احمد علی (شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور) اور مولوی غلام مرشد کیسے ہیں۔؟ مفتی صاحب نے کہا وہ بھی تمہاری طرح گمراہ ہیں جو فقراء کے قائل نہیں فرمایا تم تو غصّہ میں آگئے ہو، مفتی صاحب نے کہا تم خود غصّے کی باتیں کر رہے۔ مَیں میاں صاحب سے عرض کروں گا کہ آپ نے ایسے گمراہ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ آگے بڑھ گئے اور ایک داڑھی منڈے سے فرمایا تم نے داڑھی کیوں منڈوائی ہے، اگر تیری بیوی کا سر مونڈ دیا جائے تو اچھی معلوم ہوگی۔؟ اس نے کہا نہیں اور شرمسار ہو کر داڑھی نہ منڈوانے کا عہد کیا۔ اسی طرح میاں صاحب ایک ایک آدمی کو ہدایت کرتے گئے۔ اتنے میں کسی نے مفتی صاحب کو اشارۃً بتادیا کہ یہی میاں صاحب ہیں۔ مفتی صاحب کو بڑی ندامت ہوئی اور رقت طاری ہوگئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٠) دہلی، سہارنپور، آگرہ، ٹونک وغیرہ کے مدارس میں پڑھا۔ ١٣٣٥ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور سے درجہ تکمیل پاس کیا۔ مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری آپ پر بہت شفقت فرماتے۔ ١٣٣٦ھ میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف سے سند فضیلت حاصل کی۔ امام احمد رضا خان قدس سرہٗ نے دستار بندی کی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ سلیمانیہ تونسہ شریف (ڈیرہ غازیخاں) میں خواجہ محمود تونسوی علیہ الرحمۃ کی دعوت پر وہاں کام کیا۔ بعدازاں ہزارہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ لاہور چلے گئے اور جامعہ نعمانیہ میں صدر مدرس

رہے اور اعلیٰ حضرت احمد رضا کے خلیفہ تھے۔

بقیہ صفحہ ٦٢

٭ کچھ دیر بعد میاں صاحب تشریف لائے اور کشف المحجوب لاکر دی جس میں تین جگہ نشانی رکھی ہوئی تھی۔ میاں صاحب گھر تشریف لے گئے اور واپسی پر مفتی صاحب کے لئے تقریباً آدھ سیر کھجوریں لے آئے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں جن تین ۳ عقدوں کے حل کے لئے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ــــ کشف المحجوب کے مطالعہ سے تینوں حل ہو گئے۔ میاں صاحب نے فرمایا ! ان باتوں کو یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا، پھر فرمایا مولوی احمد علی (شیرانوالہ دروازہ، لاہور) گذشتہ جمعہ یہاں آیا تھا وہ یہاں جمعہ پڑھانا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کی بدعقیدگی کی بنا پر پڑھانے نہیں دیا۔ واپسی پر جب مفتی صاحب بس پر سوار ہوئے تو دیکھا کہ رومال کے کونے میں ایک روپیہ بندھا ہوا تھا جو آمدورفت کا کرایہ تھا۔ ۱؎

قارئین کرام ! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علمائے دیوبند جس جگہ اہل سنت کی اکثریت دیکھتے ہیں وہاں بات کھل کر صاف نہیں کرتے اور اگر کہیں کھل کر سامنے آجائیں تو اہلِ سنت کیسے ان سے لاتعلق ہو جاتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ ص۶۱) مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ شب بیدار تھے۔ آپکی تصانیف قلمی صورت میں آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد مظفر اقبال (لاہور) کے پاس محفوظ ہیں۔ ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ/ یکم اگست ۱۹۵۹ء کو کلمہ شریف اور درود شریف پڑھتے ہوئے وصال ہوا۔ آپ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد از مولانا محمد امیر شاہ قادری مطبوعہ پشاور، جلد دوم ص ۳۳۸ - ۳۴۵)۔

۱؎ قلمی یادداشت حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی، مملوکہ مولانا محمد مظفر اقبال رضوی مدظلہ

محمد اکرم ایم۔ اے نے معدن کرم (حالات حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمۃ) مطبوعہ لاہور بار اول ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۸۲، ۸۳ پر بتغیر قلیل یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

٭ امین شرقپوری۔ شیر ربانی۔ مطبوعہ لاہور ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ/ جولائی ۱۹۸۸ء، ص ۳۱۰

ماخذ و مراجع

احمد علی قائد شرقپوری، مولانا، آفتابِ ولایت، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء

انتظام اللہ شہابی، مفتی، ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء، مطبوعہ دہلی ۱۹۶۸ء

ابراہیم قصوری، صوفی، خزینۂ معرفت، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۸۳ء

اقبال احمد فاروقی، مولانا، تذکرہ علمائے اہلِ سنت لاہور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

اکبر علی دہلوی سید، مجموعہ فوائد عثمانی فارسی، مطبوعہ ملتان ۱۳۸۲ھ

احمد سعید کاظمی، علامہ، تقریر مقامِ ولایت، مطبوعہ جہانیاں منڈی (خانیوال) ۱۹۸۷ء

اخلاق احمد ایم۔ اے، میاں۔ تذکرہ حضرت ایشاں، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء

محمد اکرام۔ ایم۔ اے، معدنِ کرم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

محمد امیر شاہ قادری، مولانا۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، مطبوعہ پشاور ۱۹۷۳ء

محمد ایوب قادری، پروفیسر۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

حسن علی جامعی، ملک۔ حیاتِ جاوید۔ مطبوعہ شرقپور شریف ۱۹۷۹ء

حبیب الرحمٰن شروانی، استاذ العلماء، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۸۰ء

محمد حسین شوق، مولانا۔ ایضاح الادلۃ۔ مطبوعہ پپلاں (میانوالی)

خلیل احمد رانا، انوارِ قطبِ مدینہ۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

محمد زین الدین، پیر۔ نجم الہدیٰ، مطبوعہ ترگ شریف (میانوالی) ۱۹۷۷ء

محمد سعید شاد، مجموعہ خطبات شیر ربانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

شریف احمد شرافت، سید۔ کلماتِ قدسیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ

محمد صدیق ہزاروی، مولانا۔ تعارف علمائے اہل سنت۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ۔ انقلاب الحقیقت۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

عبد الحمید سواتی۔ فیوضات حسینی۔ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۳۸۷ھ

غلام مہر علی، مولانا۔ دیوبندی مذہب مطبوعہ چشتیاں (بہاول نگر)

محمد دین کلیم، مدینۃ الاولیاء، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۶ء

نور احمد مقبول بی۔اے۔ خزینۂ کرم۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

ماہنامہ اشرف، لاہور شمارہ اکتوبر ۱۹۲۳ء

ماہنامہ آئینہ، لاہور شمارہ اپریل ۱۹۶۱ء

ماہنامہ السعید، ملتان 〃 فروری ۱۹۶۳ء

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شمارہ جون، جولائی ۱۹۶۹ء

〃 〃 〃 〃 مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ۔ گوجرانوالہ، ش ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء

ماہنامہ سب رنگ ڈائجسٹ، کراچی، ش مئی جون ۱۹۸۲ء

نقوش لاہور۔ نمبر

مکتوب مولانا ظہور ربی، پھلروان (شیخوپورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور، محررہ یکم جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ

مکتوب مولانا نعمت اللہ جامعہ محمودیہ پپلاں (میانوالی) بنام خلیل احمد رانا جہانیاں منڈی (خانیوال)

قطعۂ تاریخِ طباعت

"مسلکِ شیرِ ربانی"

مُرقّع شیرِ ربانیؒ کے "مسلک" کا ہے یہ بے مثل!
حقیقت میں ہے جو مبنی شریعت اور طریقت پر

حبیبِ خالقِ یکتا کے منظورِ نظر تھے وہ
عمل جن کا رہا تا زندگی قرآن و سنّت پر

نگاہِ لُطف و فیضانِ مجدّدِ الفِ ثانی سے
ہوئے مامور تھے وہ مسندِ رُشد و ہدایت پر

جمالِ غوثِ اعظمؒ کے جو تھے سَو جاں سے شیدائی
تصدّق اک جہاں ہے آج اُن کے حُسنِ سیرت پر

ملائک بھی سرِ عرشِ مُعلّٰی محوِ حیرت تھے
میاں شیرِ محمدؒ کی عبادت اور ریاضت پر

خلیلِ خوش بیاں کی ہے یہ اک تالیف لاثانی
ہر اک اہلِ خرد نازاں ہے اُن کے علم و حکمت پر

ہوا فکر و تجسس میں فدا غلطاں تو ہاتف نے
"چراغِ راہ"، کہا بے ساختہ سالِ طباعت پر

۱۴۰۹ھ

نتیجۂ فکر

ابوالطاہر فدا حسین فدا
مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور

لاہور
۲۹ ستمبر ۱۹۸۸ء

جناب حکیم صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ۔ میں قصبہ [illegible] ضلع امرتسر کا باشندہ تھا ۔ خاندان قریشی صدیقی کہلاتا ہے ۔ تمام خاندان کے بزرگ
[illegible] تھے ۔ حنفی المذہب صوفی المشرب ۔ درس و تدریس امامت اور طبابت پیشہ تھا ۔ والد صاحب کا
نام نامی حسن محمد ۔ اُن کے تین بیٹے تھے ۔ میں سب سے چھوٹا تھا ۔ ۱۳۲۳ ہجری میں پیدا ہوا ۔ تایا صاحب نے
تاریخی نام ظہور الدین رکھا ۔ بحساب حروف ابجد میرے نام کے اعداد ۱۳۲۳ ہیں ۔ دینی تعلیم اپنے چچا زاد بھائی
حافظ تاج الدین صاحب سے حاصل کی ۔ باہر جانے کی ضرورت نہ تھی ۔ گرد و نواح سے دینی تعلیم کے لئے لڑکے حافظ صاحب
کے پاس اور والد صاحب کے پاس آتے تھے ۔ دنیوی تعلیم اپنے گاؤں کے پرائمری سکول اور مڈل کی تعلیم [illegible] ضلع امرتسر سے
حاصل کی ۔ خداداد ذہن و ذکاوت کی وجہ سے پرائمری اور مڈل میں وظیفہ حاصل کیا ۔ مڈل کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر میں
داخل لیا ۔ جلد ہی وہاں سے تعلیم اور وظیفہ چھوڑ کر گھر آ گیا ۔ کیونکہ والد صاحب کو رعشہ ہو گیا اور سارا جسم سست ہو گیا
جنہیں [illegible] کی ضرورت تھی ۔ اتنے میں بڑے بھائی تعلیم سے فارغ ہو کر گھر آ گئے اور میں
جے ۔ وی پاس کرنے کے لئے ہوشیارپور چلا گیا وہاں بھی امتحان میں فرسٹ رہا پھر دوسرے سال جالندھر ایس وی میں آ گیا
اور وہاں کے سالانہ امتحان میں اول رہا ۔ میرے گاؤں میں اُس وقت مڈل سکول بن چکا تھا ۔ وہیں تقرر ہوا اور
جلد ہی ہیڈ ماسٹر بنا دیا گیا ۔ باقی سب امتحان پرائیویٹ دئے ۔ مطالعہ کتب کا شوق دیوانگی کی حد تک تھا اور سب
گھر میں دینی کتب کا بڑا ذخیرہ تھا ۔ شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جو مطالعہ سے رہ گئی ہو ۔ گھر کے خرچ سے جو
بچتا وہ کتابوں کی خرید پر خرچ ہو جاتا ۔ والد صاحب کے نام اہل فقہ اخبار امرتسر سے آتا تھا جس کے ایڈیٹر
[illegible] تھے ۔ جب الفقیہ جاری ہوا جس کے ایڈیٹر حکیم [illegible] تھے میں نے اپنے نام جاری کرا لیا ۔ بعد ازاں
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] بھی جاری کروا لئے ۔ اہلحدیث امرتسر اور دیوبندیوں کا اخبار الامان [illegible] منگوا لیا
ہجرت کے وقت آدھی رات کو جان بچا کر نکلے اور یہ سب کچھ وہیں چھوڑ آئے ۔ اسی وقت امرتسری [illegible] پولیس
[illegible] تھے میں [illegible] کو [illegible] خود پھر اُن کے پاس گیا ۔ [illegible] مگر [illegible]
انہوں نے مجھے ایک [illegible] دی اور [illegible] گاؤں پہنچا ۔ گھر لٹ چکا تھا ۔ کتابیں ادھر ادھر بکھری
پڑی تھیں [illegible] تھے میں [illegible] کتابیں اور [illegible] سامان لے کر [illegible] پاکستان آ گیا ۔
یہاں [illegible] ضلع شیخوپورہ میں [illegible] الاٹ کروا دیا ۔ [illegible] کی حویلی تھی ۔ غنیمت [illegible] اور وہاں
[illegible] مڈل سکول تھا وہاں ہیڈ ماسٹر [illegible] ۔ اب خود [illegible] چار [illegible] کتابوں
[illegible] اور علمی کتابیں ہیں ۔ اعلیٰ حضرت مولوی [illegible] رحمۃ اللہ کی تیس سے زیادہ کتابیں ہیں ۔ [illegible] ۔ السعید [illegible]
مصطفیٰ ۔ [illegible] اپنے نام جاری کروا رکھے تھے ۔ اب صرف رضائے مصطفیٰ باقی ہے جو آ رہا ہے

نوجوانی میں حضرت میاں محمد مسلم [illegible] کا شہرہ سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا - لوگ بیٹھے ذکر فکر میں
خاموش بیٹھے تھے - اور آپ کی آمد کے منتظر تھے - آپ کا معمول تھا - کہ دونوں طرف سے خود ہر ایک کے پاس جاتے اور
مناسب تلقین کرتے جاتے - میرا نمبر دوسرا تھا - داڑھی کا نمودار ہونا آغاز تھا - جب میرے پاس آئے - تو فرمایا
"عمر چھوٹی اے دل چنگا اے" ذکر فکر اور درود شریف کی تلقین فرمائی - مجھ سے اگلا نمبر ایک صاحب تھے
<u>اُن سے پوچھا قرآن پڑھا کرتے ہو - اُس نے کہا حضرت میرے پاس مولوی اشرف علی صاحب کا مترجم قرآن ہے آپ نے فرمایا</u>
"چھوڑ بھا تھا اشرف علی نوں - اوہ تے آکھدا اے حضور پاک نوں حروف مقطعات کا شاید علم دیا گیا ہو - شاید یہی کہا ہے"
میاں صاحب کے وصال سے پہلے تو صاحبزادہ محمد عمر صاحب سے بیعت ہو چکا تھا البتہ وصال کے بعد بھی ملاقات
مکان شریف میں حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر اتفاقیہ ہوئی جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے - میں
اُن کی قیام گاہ پہنچا - اور بیٹھ گیا - حضرت سے کسی نے "نسخ قرآن" کا مسئلہ دریافت فرمایا تھا - آپ
اُس پر روشنی ڈال رہے تھے - جب آپ فارغ ہو گئے - میں نے عرض کی - کہ حضرت اس مسئلہ میں اظہار خیال
کرنا چاہتا ہوں - آپ نے خوشی سے اجازت دی - میں نے ہر پہلو پر تفصیل سے گفتگو کی اور شیعہ حضرات کے اعتراضات کا بھی
جواب دیا - آپ بہت خوش ہوئے - اس کے بعد جب کبھی عرس پر حاضر ہوتا خواہ شرقپور شریف خواہ مکان شریف
تو میں اُن کی قدمبوسی کرتا اور وہ پھر - اُن کو علمی مباحث کا شوق تھا اور میرا بھی یہی حال تھا
ایک دفعہ وہ گاؤں میں تشریف لائے - میں بدقسمتی سے کسی ضروری کام کے سلسلہ میں کہیں گیا ہوا تھا
رات وہاں میرے مکان پر ٹھہرے - اور صبح جاتے ہوئے میرے نام ایک پیغام اور مسودہ العقائد الحنفیہ
چھوڑ گئے - مجھے حکم تھا - کہ دیباچہ لکھ کر - دیباچہ وہ [illegible] مسودہ [illegible] خواجہ عالم آسی کو امرتسر دے آئیں
میں نے آسی صاحب [illegible] کا نام تو سنا ہوا تھا مگر شناسائی نہ تھی - امرتسر پہنچا اسکول میں ملاقات ہوئی
مسودہ اور دیباچہ ان کے سپرد کیا - کھڑے کھڑے دیباچہ پڑھا - اور میری طرف غور سے دیکھا
اور ماشاء اللہ کہا - میں واپس آ گیا - لیکن میری ان کی پہلی اور آخری ملاقات ہے -
اب ۸۵ سال کا ہو چکا ہوں - اعضاء کمزور ہو گئے ہیں - مگر مطالعہ کا شوق جاری ہے
میرے دو لڑکے تھے ایک چھوٹا لڑکا پانچ ماہ ہوئے فوت ہو گیا ہے اس نے تین بچے چھوڑے ہیں - ایک بڑا اور دو لڑکیاں
لڑکا پانچ برس کا ہے اور دو لڑکیاں اُس سے چھوٹی ہیں - بڑا لڑکا [illegible] ہے - [illegible] کا
ممبر بھی رہا ہے اور آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں - محکمہ تعلیم میں ملازم ہے چار ہزار کے قریب تنخواہ لے رہا ہے - میں
پنشن بھی لیتا ہوں - اور زمینداری بھی ہے - طبابت کرتا ہوں - طبابت اپنے پیمانہ پر چل رہی

گزارہ اچھا ہے ۔

اب دو لطیفے بھی عرض کردوں ۔

دلی میں ایک دفعہ کسی کام کے لئے اوپر گیا۔ مسجد فتحپوری کی [illegible] کے پاس حجرے میں مولوی محمد حسن بیٹھے تھے

ایک دو طالب علم بھی تھے ۔ میں نے سن رکھا تھا کہ مولوی صاحب مولوی اشرف علی کے خلیفہ ہیں ۔ میں نے ان سے عرض کیا

کہ مولوی صاحب جناب مولانا اشرف علی صاحب نے الم کے بارے میں لکھا ہے کہ حضور کو شاید حروف مقطعات کا

علم دیا گیا ہو ۔ یہاں شاید کی کیا ضرورت تھی ۔ ہم تو یقین کرتے ہیں ان کو بھی شک میں ڈال دیا ۔ چہرے پر

تنگی کے آثار ظاہر ہوئے ۔ تیز اور ترش آواز میں فرمایا ۔ چلے جاؤ یہاں سے ۔ نکل جاؤ یہاں سے ۔

میں نے کہا حضرت چلا جاتا ہوں ۔ مجھے کیا معلوم کہ ایک وقف جگہ پر بھی اپنے قبضہ جما رکھا ہے ؟

(۲) دوسرا لطیفہ ۔ میں جب جالندھر میں پڑھا کرتا تھا تو نزدیک ہی مدرسہ خیر المدارس تھا۔ جس کے صدر مدرس

مولوی خیر محمد صاحب تھے ۔ میں ایک دن دو تین لڑکوں کے ساتھ مدرسہ دیکھنے گیا ۔ مولوی صاحب

ایک آدمی کے ساتھ [illegible] ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک مولوی صاحب لڑکوں کو پڑھا رہے تھے

مولوی خیر محمد صاحب علم غیب کے متعلق ساتھ بیٹھے آدمی سے کلام فرما رہے تھے ۔ ہم ان کی تقریر کو

سنتے رہے ۔ ایک لڑکا جس کا نام [illegible] تھا اور جو اعلیٰ حضرت [illegible] کا مرید تھا ۔ اس نے

مولوی جی کی تقریر پر اعتراض کیا ۔ میں نے اس کے اعتراض کو اچھے الفاظ میں بیان کر دیا ۔ مولوی صاحب

بجائے اس کے کہ اس کی تسلی فرماتے ۔ چڑ کر فرمایا ۔ اٹھو یہاں سے تم بریلوی معلوم ہوتے ہو ۔ اس نے

کہا حضرت ہم دونوں سیالکوٹی ہیں اور یہ [illegible] ہیں ۔ دل میں جو الجھن پیدا ہوئی تھی ۔ اس کو دور کرنے کے لئے

پوچھا ہے ۔ پھر فرمایا کہ بس اٹھ کر چلے جاؤ ۔ میں سب کچھ جانتا ہوں سمجھتا ہوں ۔

ہم ہنسائی کے ڈر سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ میں نے [illegible] سے کہا ۔ بے وقوف ! مولوی صاحب

سب کچھ جانتے ہیں لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ۔

مولوی نے تمہاری دل کی بات معلوم بھی کر لی ہے اور سمجھ بھی لی ہے ۔

بچوں کو دعائیں اور [illegible] کا خطرہ [illegible]

ظہور [illegible] عفی عنہ

[illegible]

یکم جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ

آسان

مکمل تفسیر

بیان القرآن

۱۴۳۶ھ

حکیم الامت مجدد الملت

حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تسہیل و تلخیص

شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

(061-4540513-4519240

www.ahlehaq.org

اٰیَاتُھَا ۲۸۶ (۲) سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۸۷) رُکُوْعَاتُھَا ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

الم ① یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ② راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو ③ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین

بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ

لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں ④ اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں

رابط: سورۃ فاتحہ سے اس سورۃ کا ربط یہ ہے کہ اس میں راہ ہدایت کی درخواست کی گئی تھی اور اس میں اس درخواست کی منظوری ہے کہ لو یہ کتاب ہدایت ہے اس پر چلو الم تا ھم المفلحون

① ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع نہیں دی گئی شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیئے گئے ہوں ہم کو اللہ و رسول نے اہتمام کے ساتھ وہی باتیں بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے کوئی حرج دین میں واقع ہوتا ہو چونکہ ان کے نہ جاننے سے کوئی حرج نہیں اس لئے ہم کو بھی ایسے امور کی تفتیش نہ چاہئے۔

② یعنی قرآن مجید الٰہی کتاب ہے جس کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک نہیں اگرچہ کوئی نافہم اس میں شبہ رکھتا ہو کیونکہ یقینی بات کسی کے شبہ کرنے سے بھی حقیقت میں یقینی ہی رہتی ہے۔

③ کیونکہ جس کو خوف خدا نہ ہو وہ قرآن کا بتلایا ہوا طریقہ نہیں دیکھتا۔

④ مطلب یہ کہ ان کا ایمان قرآن پر بھی ہے اور پہلی کتابوں پر بھی مگر عمل صرف قرآن پر ہے کیونکہ دوسری کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ ایمان سچا سمجھنے کو کہتے ہیں عمل کرنا دوسری بات ہے پس جتنی کتابیں اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں سب کو سچا سمجھنا فرض ہے اور شرط ایمان ہے۔ یعنی یوں سمجھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں وہ صحیح ہے خود غرض لوگوں نے جس قدر تبدل و تغیر کیا وہ غلط ہے